سوانحِ غوثِ اعظم

مصنف

مفسرِ اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج الحافظ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

قدس سرہٗ

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

سوانح غوث اعظم

مصنف

مفسرِ اعظم پاکستان، فیضِ ملت، آفتابِ اہلِ سنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

کتاب اقطاب اربعہ میں سے قطب اول یعنی قطب الاقطاب، غوث الاغوث میر میراں، پیر پیراں، سیدنا غوث اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی ﷜ کی سوانح کا یہ مختصر ساخاکہ ہے، باقی تین اقطاب

(۱) سیدنا شیخ سید احمد رفاعی (۲) سیدنا شیخ احمد بدوی (۳) سیدنا شیخ دسوقی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اذکار جلیلہ آئندہ اشاعت میں ہونگے انشاء اللہ .

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

۲ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ

تمہید

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی افتتح لاولیائہ طرق الھدی واجری علی ایدیھم الخیرات ونجاھم من الردیٰ ، فمن اقتدیٰ بھم انتصر واھتدیٰ ومن عرج عن طریقھم انتکس وتردیٰ واھلی واسلم علی سیدنا محمد المنقذ من الضلا لۃ والردی وعلی آلہ واصحابہ اعلام الھدی

امابعد! بفضلہٖ تعالیٰ وکرمہ اس سال ۱۴۲۱ھ میں ربیع الاول وجمادی الاولیٰ میں سفرمبارک حرمین اور شام وعراق کے مزارات کی زیارت اوردولتِ عمرہ نصیب ہوئی۔حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب صمدانی رضی اللہ عنہ کے دربارِ دُرّبار میں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو مشرقی جانب کے دروازہ مبارک میں کتب فروش سے کتاب ''مناقب اقطاب اربعہ'' (عربی) خریدی۔اوراس کا ہدیہ امیر قافلہ حضرت الحاج محمد اویس قرنی صاحب زیدہ مجدہ نے ادا کرکے فرمایا کہ اس کا اردو ترجمہ ہوجائے تو اس کی اشاعت میرے ذمہ ہوگی۔فقیر نے اسی وقت اس کے ترجمہ مع اضافات کا آغاز کردیا کچھ حصہ سفر میں ترجمہ کیا بقایا بہاولپور واپس آکر مکمل کیا۔

الحمد للّٰہ علی ذلک وصلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

مقدمہ از مصنف کتاب

اُمم اسلامیہ کے خوش بخت لوگ ہمیشہ اپنے اسلاف کے تذکرے وسوانح بیان کرتے رہتے ہیں ان سے ان کی اصلی غرض وغایت عظمت وعبرت کا حصول ہوتا ہے اور تاریخ اسلام ایسی سوانح وتراجم اور تذکروں سے بھری پڑی ہے بالخصوص وہ مشاہیر جو تقویٰ وطہارت اور خدا خوفی سے آراستہ وپیراستہ زندگیاں بسر فرماگئے ان محبوبانِ خدا کے سرتاج سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی اور سید احمد رفاعی اور سید احمد بدوی اور سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

میری یہ کتاب انہی حضرات کے تراجم وسوانح پر مشتمل ہے کیونکہ بہت سے لوگ ان کے اکثر حالات سے بے خبر ہیں اگرانہیں کچھ معلوم ہے تو معمولی ، بلکہ جب میں نے ان کے حالات وسوانح پر کچھ تصنیفیں اور کتابیں پڑھیں تو خرافات وبدعات ومبالغات اور جھوٹ کے پلندوں سے بھرپور تھیں جن کے پڑھنے سے ان بزرگوں کی عظمت کے بجائے ان کی بے قدری اور کمی شان کی دلیل بن سکتی ہیں اسی لئے میں نے یہ مجموعہ تیار کیا تا کہ ان کی اصل حقیقت کا انکشاف تام اور مبنی

برصواب ہو۔امید ہے کہ میری یہ کاوش محبین اولیاء کاملین کے ہاں قدر و منزلت سے دیکھی جائیگی۔

(انشاء اللہ تعالیٰ) وھوالموفق

اضافہ اویسی غفرلہ

مردانِ حق کے تذکرے راہِ حق کی طرف بلاتے ہیں اور طالبانِ حق کو منزلِ مقصود کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بندگانِ خدا کی داستانیں ذکر و فکر، کیف و مستی، عشق و محبت، صبر و استقامت، زہد و عبادت، تسلیم و رضا، توکل و تفویض اور اخلاص و مروّت کی داستانیں ہیں لہٰذا انہیں پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔قرآن وحدیث نے ایمان و عرفان کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔عملِ صالح اور خُلقِ حسن کا جو تصوّر پیش کیا ہے، زندگی گزارنے کے جو آداب سکھائے ہیں۔حق و صداقت کا علمبردار بن کر اس کی حفاظت و اشاعت کے سلیقے تلقین فرمائے ہیں ان سب کی عملی تفسیر حضراتِ اولیائے کرام علیہم الرحمہ کی سیرت میں ملتی ہے۔انسان جب تلخی حالات میں محصور ہو جاتا ہے۔اپنے پرائے بن جاتے ہیں زبان پر پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ضمیر کے مطابق عمل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔اس وقت جگر گوشۂ رسول سیّدنا امام حسین کے سچے غلام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا امام احمد بن حنبل اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم ، کی داستانیں دلوں کو ولولۂ تازہ بخشتی ہیں اور وقت کے جابر سلطانوں کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر بہترین جہاد کے لئے تیار کرتی ہے۔ان کی شب بیداری، نفس کشی اور للّٰہیت کے قصے غفلت و شہوت کے پردے چاک کردیتے ہیں اور حرص وہوا میں گھرا ہوا انسان ہر دام سے نکل کر ''طائرلاہوتی'' بننے کی کوشش کرتا ہے۔سنگدل لوگ سوز و گداز سے بھرے ہوئے ان واقعات سے رقتِ قلب کی دولت حاصل کرتے ہیں اور غرور و تکبّر کے پیکر عجز و نیاز سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔حضرت فریدالدین عطار قدس سرہ العزیز اپنی بے مثال کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قرآن وحدیث کے بعد اولیائے کرام کا کلام ہی افضل ترین ہے۔ان میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں کا کلام دنیا کی محبت سے نکال پھینکتا ہے، دوم یہ کہ ان کے کلام سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے، سوم یہ کہ ان کے کلام کی برکت سے خدا کی دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، چہارم یہ کہ ان حضرات کا کلام سننے سے زادِ آخرت جمع کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے لہٰذا انہی چند خصوصیات کی بناء پر اس تصنیف کو ضروری خیال کیا تاکہ یہ نامردوں کو مرد، مردوں کو شیر، شیروں کو فرد اور فرد کو اہلِ درد بنادے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیائے کرام کا وجود نظر نہیں آئے گا کیا کرنا چاہئے تا کہ لغویات وخرافات سے محفوظ رہ سکیں؟ فرمایا اولیائے کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بوعلی دقاق سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اولیائے کرام کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا بھی نہ ہو تو کیا (محض سننے سے) فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا پھر بھی دو فائدے ہیں۔

(۱) اگر اس میں حقیقت کی طلب ہوگی تو اس میں اضافہ ہو جائے گا۔

(۲) مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی۔

شیخ امام عارفِ ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب صمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا یا حضرت! جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں۔ فرمایا ان کی باتیں دُہراتے رہو۔ ایک ولی کامل نے فرمایا تھا کہ کاش کوئی ایسا شخص ملے جو بندگانِ خدا کی باتیں کرتا جائے اور میں سنتا جاؤں یا میں سناتا جاؤں اور وہ سنتا جائے۔ اگر جنت میں اہل اللہ کے متعلق گفتگو نہیں ہوگی تو ہمیں جنت سے کیا کام

(رسالہ قدسیہ از حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ)

اگر یہ تذکار راہِ حق کی طرف رہنمائی نہ کرتے تو آخر کتاب وسنت میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا ذکر کیوں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم کو اپنے محبوبوں کا ذکر اس قدر محبوب ہے کہ قرآنِ حکیم میں ان سے تعلق رکھنے والے بعض جانوروں کا بھی ذکر بڑے اہتمام سے فرما دیا۔

اصحاب الکہف امتِ عیسوی کے اولیاء ہی تو تھے۔ ان کی نسبت سے سورۃ کا نام سورۃ الکہف تھا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے وفادار کُتے کا ذکر بھی فرما دیا۔ سورۃ البقرہ میں جس ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا لگا کر بنی اسرائیل کا مردہ زندہ کرنے کا واقعہ آیا ہے۔ وہ بھی ایک مردِ حق کی گائے تھی اور اُسی کی نسبت سے سورۃ کو سورۃ البقر (یعنی گائے کی سورۃ) کہا گیا۔ دنیا میں اولیاء اللہ کے عرس منائے جاتے ہیں یا ان کے حالات پر کتابیں لکھی جاتی ہیں تو یہ اسی سنتِ الٰہیہ کے مطابق ہے بلکہ

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۵۲)

"تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔"

کے وعدے کی تکمیل ہے۔

اللہ والوں کے تذکرے رحمتِ خداوندی کو جوش میں لاتے ہیں اوران کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ فرماتے ہیں: ”ذکر الانبیآء من العبادة وذکر الصالحین کفارة وذکر المو ت صدقة وذکر القبر یقربکم من الجنة ۔“(الجامع الصغیر)

ترجمه

روایت ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، سے کہ حضور ہادی کونین ﷺ نے فرمایا، انبیاء کا ذکر عبادت کا حصہ ہے اور صالحین (یعنی اولیاء اللہ) کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ ہے اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کو یاد رکھنا تمہیں جنت کے قریب کردے گا اولیائے کرام کے تذکرے سے ان کی محبت[1] پیدا ہوتی ہے اور چونکہ یہ محبت محض خدا کے لئے ہوتی ہے لہٰذا ایمانِ کامل کی علامت اور بہترین عمل ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں وارد ہے

[1] اور یہ محبت جنت کی چابی ہے۔

حبِ درویشاں کلید جنت است ☆ دشمن ایشاں سزائے لعنت است

(ا) من احب للّٰہ وابغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع فقد استکمل الایمان۔ (ابوداؤدشریف)

ترجمه

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بُغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا تو اس نے (اپنا) ایمان مکمل کرلیا۔

ان احب الاعمال الی اللّٰہ تعالیٰ الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ ۔ (احمد، ابوداؤد)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بُغض ہے۔

(بشکریہ، انوارلاثانی)

پیران پیر سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ

مصنف کتاب نے آپ کے القاب میں لکھا کہ سیدنا السندوالقطب الاوحد شیخ الاسلام زعیم العلماء وسلطان الاولیاء قطب بغداد الباز اورشھب سیدی ابو صالح محی الدین عبدالقادر الگیلانی الحسنی اباوالحسینی اُما حنبلی مذھب رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

نسب شریف ازجانب والد گرامی قدس سرہ

آپ کا نسب والد کی طرف سے یوں ہے شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابو صالح موسیٰ بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ الزاھد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ (المحض) بن حسن المثنیٰ بن امام حسین بن امیرالمومنین علی کرم اللہ وجھہ الکریم .

نسب نامہ مادری

(آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ، کنیت ابوالخیر اور لقب امتہ الجبار ہے) سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ الصومعی بن ابو جمال بن محمد بن محمود بن طاھر بن ابو عطاء بن عبداللہ بن ابو کمال بن عیسٰی بن ابو علاؤالدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیرالمومنین علی کرم اللہ وجھہ الکریم . اس طرح آپ پدری لحاظ سے حسنی اور مادری حیثیت سے حسینی سید ہیں۔

اضافہ اویسی غفرلہ'

آپ کو یہود وروافض کے سوا تمام فرقے نجیب الطرفین مانتے ہیں۔ تفصیل وتحقیق اور یہود وروافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب 'اماطتہ الاذی عن غوث الوری' اور 'کیا غوث اعظم سید نہیں؟' میں لکھ دی ہے۔

نجیب الطرفین

جس خوش بخت کی نسبت نسبی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متصل ہوا سے نجیب الطرفین کہا جاتا ہے۔(اکثر کتب میں ابوصالح اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت مرقوم ہے لیکن بعض کتب میں یہ کنیت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اویسی غفرلہٗ)

حضور غوث اعظم ﷺ نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا "انا نجیب الطرفین" میں نجیب الطرفین ہوں۔

صدیق اکبر ﷺ سے نسبی رشتہ

حضور غوث اعظم کی نانی پاک کا نام ام سلمہ تھا ان کا نسب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یوں ہے، ام سلمہ بنت محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ ابن امام عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھم

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رشتہ نسبی

عبداللہ بن المظفر کی والدہ کا نام حفصہ بی بی ہے وہ بی بی عبداللہ بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن المظفر سے تعلق کا بیان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر میں آتا ہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے رشتہ نسبی

عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے جد تاسع ہیں اور ان کا لقب المحض بھی اسی لئے ہے کہ محض بمعنی خالص ہے اور آپ خالص بایں معنی ہیں کہ آپ از جہت اَب واُم موالی سے خالص ہے کیونکہ آپ کے والد گرامی حسن مثنّٰی بن سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ ہیں جن کا نکاح آپ کے والد کی وفات کے بعد عبداللہ بن المظفر بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم سے ہوا۔

فائدہ

اس اعتبار سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نسبی رشتہ جملہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے ہے اور اس طرح کے رشتہ کا اتصال سوائے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کسی خوش بخت کے حصہ میں نہیں آیا۔ **(ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء)**

ولادت مبارکہ

آپ کی ولادت ۴۷۰ھ ۱۰۷۷ء میں بنیق شہر میں ہوئی یہ بلاد جیلان میں ایک قصبہ ہے یہ ایران کے صوبہ طبرستان کے بلاد جیلان کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر بن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظم بلدۂ جیل میں ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور جیل دو ہیں:

(۱) بلاد دیلم کے قریب میں ایک وسیع علاقہ ہے اور دیلم بلاد کثیرہ پر مشتمل ہے اس علاقہ میں اس سے بڑا اور کوئی شہر نہیں۔

(۲) بلد الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اسی کو الکیل بھی کہا جاتا ہے **دکاف (عجمی) مشوبہ بجیم** یعنی گیلان وجیلان۔

تعلیم واسماء اساتذہ

جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ طلب العلم ہر مسلمان پر فرض ہے تو آپ نے علمائے اسلام کی طرف رجوع کیا کہ ان کے چشمہ فیوضات سے بہرہ ور ہوں آپ نے قرآن مجید پڑھ کر مندرجہ علماء سے علوم وفنون حاصل کئے۔

(1) ابو الوفاء علی بن عقیل حنبلی (2) ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی حنبلی (3) ابو الحسن محمد بن قاضی ابی یعلیٰ محمد بن الحسین بن محمد بن الفراء حنبلی (4) قاضی ابو سعید بعض نے ابو سعید المبارک بن علی المخزومی حنبلی مذھباً اصولا وفروعاً ،اورعلم الادب (5) علی ابی زکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے پڑھااورعلم الحدیث ایک بہت بڑی جماعت سے حاصل فرمایا۔منجملہ ان کے یہ حضرات ہیں(1) ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی (2) ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن خشیشا (3) ابولغنائم محمد بن محمد بن علی بن میمون الفرسی (4) ابوبکر احمد بن المظفر (5) ابو جعفر بن احمد بن حسین القاری السراج (6) ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی (7) ابو طالب عبداللہ بن محمد ابن یوسف (8) اوران کا ابن عم عبدالرحمن بن احمد (9) ابو البرکات ھبة اللہ بن المبارک (10) ابو العرامحمد بن المختار (11) ابونصر محمد(12) ابو غالب احمد (13) ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی البناء (14) ابوالحسن بن المبارک بن الطیور (15) ابو منصور عبدالرحمن العزاز (16) ابوالبرکات طلحة قولی وغیرھم (رحمھم اللہ تعالیٰ)

اضافہ اویسی غفرلہٗ

حضورغوثِ اعظم ﷺ کے اساتذہ میں شیخ حماد بھی ہیں ان سے آپ کے متعلق عجیب وغریب واقعات مشہور ہیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیخ ابوالنجیب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک طویل اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد نے فرمایا:''عبدالقادر!تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو۔تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر مواخذہ کر لے۔''تو حضور ممدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نورِ قلب سے ملاحظہ فرمایئے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اُٹھا لیا،اس پر شیخ حماد نے فرمایا کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ اُنہوں نے اپنے پروردگار سے ستر بار عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا۔پھر شیخ موصوف نے فرمایا کہ اب کوئی مضائقہ نہیں۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(۲) شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ اُنہوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز متورع البطائحی سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجمی نوجوان عبدالقادر داخل ہوا ہے۔ یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت وعظمت وجلال وکرامت کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور حال واحوال اور درجۂ محبت میں سب پر غالب رہے گا۔ تصرفاتِ کون وفساد اسے سونپ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیرِ حکم ہوں گے۔ قدر منزلت میں اسے قدم راسخ اور معارفِ حقائق میں یدِ بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔ آپ کے طالب علمی کے عجیب وغریب واقعات کی فہرست طویل ہے۔ فقیر نے چند واقعات اپنی کتاب ''اکابر کی طالب علمی'' میں لکھ دیئے ہیں۔

بغداد شریف میں ورود

مصنف کتاب نے فرمایا، شیخ محب الدین محمد بن النجار نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ائمہ مسلمین میں سے ایک ہیں۔ آپ صاحب کرامات ظاہرہ ہیں آپ بغداد میں ۴۸۸ھ ۱۰۹۵ء میں تشریف لائے جب کہ اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی، فقہ، احکام الاصول والفروع والمناظرہ وغیرہ اور سماع حدیث اور وعظ ودیگر علوم وفنون حاصل کئے یہاں تک کہ آپ ہر فن میں فائق ہوئے پھر خلوۃ وانقطاع وریاضت وسیاحت اور شب بیداری وغیرہ اختیار فرمائی یعنی علوم ظاہرہ کی تکمیل کے بعد علوم باطنہ میں مشغول ہوئے۔

آپ کے دورانِ تعلیم وغیرہ میں بغداد کا خلیفہ مستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی بامراللہ ابوالقاسم عبداللہ عباسی تھا۔ حضور غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ عنہ اسی سال بغداد تشریف لائے جس سال تمیمی کی وفات ہوئی۔

اضافہ اویسی غفرلہٗ

حضور غوث اعظم ﷺ کے حالات میں یہ مشہور ہے کہ جب آپ کی اٹھارہ سال عمر ہوئی تو اشارہ غیبی سے عشق الٰہی کے جذبہ نے جوش مارا آپ نے والدہ ماجدہ سے تحصیل وتکمیلِ علم کے لئے بغداد جانے کی اجازت طلب کی سیدہ فاطمہ عارفہ کاملہ تھیں، ہزار دعاؤں کے ساتھ حضور غوث اعظم کو سفرِ بغداد کی اجازت دی، اور جاتی دفعہ چالیس دینار حضور کی بغل کے نیچے گدڑی میں رکھ کر سی دیئے۔

رخصت کرتے وقت آپ کی والدہ محترمہ نے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ کے پاس بھی مت جانا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صدق دل سے والدہ محترمہ سے وعدہ فرمایا کہ میں ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔

والدہ سے رخصت ہونے کے بعد حضور بغداد جانے کے لئے ایک قافلے کے ساتھ ہو لئے جو بغداد جارہا تھا، راستہ میں ترنگ کے علاقہ میں ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے جن کا سردار احمد بدوی تھا (یہ وہ شیخ سید احمد بدوی نہیں جن کا ذکرِ خیر اسی کتاب میں آگے آرہا ہے اویسی غفرلہٗ) قافلے کا سارا سامان لوٹ لیا۔ آخر ایک ڈاکو نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے جو ایک طرف خاموش کھڑے تھے، پوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ تو حضور غوث پاک نے بلا خوف وہراس صاف بتادیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، لیکن ڈاکو کو یقین نہ آیا اور وہ آگے نکل گیا۔ اسی طرح ایک دوسرے ڈاکو نے بھی آپ سے یہی سوال دریافت کیا، تو آپ نے پھر صاف صاف بتادیا، کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، لیکن وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا۔

جب ڈاکو سردار کے پاس پہنچے تو ان دو ڈاکوؤں نے سرسری طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ جب حضور کو سردار کے پاس لایا گیا تو اس نے دریافت کیا کہ لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے کہا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے میں تمہارے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں، سردار نے پوچھا کہ کہاں ہیں، تو آپ نے یہ بھی بتادیا کہ میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ آخر سردار نے آزمانے کے لئے گدڑی کو کھولنے کا حکم دیا، اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی اس میں چالیس دینار موجود تھے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے نہایت حیرت سے دریافت کیا، اے لڑکے کیا تجھے علم نہیں تھا کہ ہم ڈاکو ہیں اور اس سے پیشتر تمہارے سب ساتھیوں کا مال لوٹ چکے ہیں۔ تو کم از کم اپنے دینار بچانے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ نے کمال صدق ایمان سے کہا کہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل میری والدہ محترمہ نے جو ایک عابدہ اور زاہدہ خاتون ہیں مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا، اور ہمیشہ سچ بولنا میں کبھی اپنی والدہ کی نصیحت سے انحراف نہیں کرسکتا تھا۔

یہ الفاظ ترکش سے نکلے ہوئے تیر تھے سردار کے دل پر پیوست ہوگئے، اور اسے خیال آیا کہ یہ لڑکا تو اپنی والدہ کی نصیحت پر اس قدر سختی سے کاربند ہے، لیکن میں ہوں کہ اپنے خالق حقیقی کے احکام کی پابندی نہیں کرتا، کس قدر گنہگار اور بے عمل ہوں، اسی وقت خود غوث پاک کے ہاتھ پر توبہ کی، اور ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی توبہ کی۔

شیخ محمد قائد رومی نے بھی ایک دفعہ حضور سے پوچھا، کہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا دارومدار کس بات پر ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ راست گوئی پر، میں نے تمام عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

بغداد پہنچ کر آپ نے اس دور کے باکمال اساتذہ سے علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت،

علم طریقت نہ صرف حاصل کیا، بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔ تحصیل وتکمیل علوم کے زمانہ میں آپ نے وہ صعوبتیں برداشت کیں کہ خود ان کے ارشاد کے مطابق اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، جب مصائب حد سے زیادہ ہوجاتے تو آپ زمین پر لیٹ کر یہ پڑھا کرتے:

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (پارہ۳۰،سورۃ الشرح، ایت۵)

﴿تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔﴾

اس پر تسکین قلب حاصل ہوجاتی۔

علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل کے بعد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پچیس سال کی طویل مدت تک تزکیہ نفس کے لئے مجاہدات اور ریاضات میں مصروف رہے، جن کی تفصیل اس قدر طویل ہے کہ بیان نہیں ہوسکتی، آپ نے ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں میں پھرتا رہا ہوں، چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہوکر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں، اور میں نے بسا اوقات تیں سے چالیس دن تک بغیر کھائے پیئے گزارے، ۵۲۱ھ میں حضور غوث پاک نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا ہے، اور لوگوں کو وعظ تلقین اور دعوت تبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا حکم دیا، عربی زبان میں فصاحت وبلاغت کے دروازے کھل گئے، آپ کے سامنے بڑے بڑے فصحاء کی زبانیں گنگ ہوگئیں، آپ کی شہرت سُن کر عراق، عرب اور عجم سے لوگ مواعظ حسنہ سُننے کے لئے بغداد میں آنے لگے، حاضرین کی تعداد اس قدر زیادہ ہوجاتی کہ شہر سے باہر وسیع میدان میں انتظام کرنا پڑتا، بسا اوقات ستر ستر ہزار یا اس سے زیادہ کا مجمع اکٹھا ہوجاتا، اس میں چارسو اشخاص آپ کا کلام نقل کرتے، وعظ کے دوران آپ فرمایا کرتے، اے اہلِ آسمان وزمین، آؤ میری بات غور سے سُنو! غرض یہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے طالب علمی میں بے حد مصائب وپریشانیاں برداشت کیں اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ علم بڑی دولت ہے اس پر ہر مصیبت وتکلیف برداشت کرنی چاہیئے

حلیہ اور اوصاف جمیلہ

شیخ موفق الدین بن قدامہ القدسی (تعارف شیخ موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس لئے ضروری ہے کہ شیخ موفق الدین نجدیوں وہابیوں کے نزدیک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے موحد ومحقق تھے۔ ان کی تصانیف کو نجدی، عربی، اردو، دیگر مختلف زبانوں میں شائع کررہے ہیں تاکہ عوام موفق الدین کے عقائد کے مطابق عقیدے اپنائیں ان کے تعارف میں

انہوں نے لکھا جسے فقیر ذیل کے عنوان سے مکمل نقل کر رہا ہے) نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نحیف البدن درمیانہ قد مبارک، کشادہ سینہ تھے اور آپ کی انبوہ دار داڑھی شریف طویل تھی ، گندمی رنگ اور آپ کے ابرو ملے ہوئے اور ان کے بال معمولی تھے، گرجدار آواز لیکن خوش اور رعب دار اور علم سے معمور۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **المشیخة البغدادیہ** میں لکھا کہ شیخ عبدالقادر خفیہ الحنابلہ والشافعہ بغداد میں تھے آپ جماعت علماء کے شیخ تھے آپ کی فقہاء کے نزدیک مقبولیت تامہ تھی یونہی فقراوعوام کے بھی مقتدا تھے آپ ارکانِ اسلام میں سے ایک تھے آپ سے عوام وخواص متنفع ہوئے اور مستجاب الدعوات تھے بکثرت گریہ کناں تھے اور نہایت خوش اخلاق ہنس مکھ بزرگ کریم النفس اور بیحد سخی تھے شریف النفس اور اخلاق کریمہ سے مزین تھے اور عبادت وریاضت میں تو اپنی مثال خود تھے۔

موفق الدین مقدسی کا تعارف

حضور غوث اعظم ﷺ سے نجدیوں وہابیوں غیر مقلدوں کو خصوصیت سے ضد ہے آپ کو وہ صرف اہلسنّت کا بڑا پیر مانتے ہیں اور آپ کی علمی حیثیت ان کی نظروں میں کچھ بھی نہیں۔ اس کا سبب تعصب یا آپ کے علمی مرتبے سے بے خبری اور جہالت ہے فقیر یہاں صرف آپ کے مدرسہ کے ایک شاگرد کا تعارف پیش کرتا ہے جسے نجدی وہابی چوٹی کا امام مانتے ہیں۔ آج کے دور میں نجدیوں نے ان کی تصانیف کی اشاعت خوب کی ہے اور کر رہے ہیں۔ فقیر جمادی الاول ۱۴۲۱ھ عمرہ کے لئے حاضر ہوا تو امام موفق الدین کی تصنیف عربی اردو کی عام اشاعت ہوتی دیکھی اس کے ابتداء میں نجدیوں نے اس امام کا تعارف یوں کرایا ہے۔

مؤلف کے حالاتِ زندگی از قلم عبدالقادر أرناؤوط

مؤلف کا نسب نامہ یہ ہے: **امام وفقیہ ، زاھد، شیخ الاسلام ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی مقدسی ثم دمشقی صالحی رحمة الله عليه .**

آپ فلسطین کی مبارک سرزمین پر بیت المقدس کے قریب علاقہ نابلس کے شہر ''جماعیل'' میں شعبان ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے ، یہ وہ زمانہ ہے جب بیت المقدس اور اس کے مضافات پر صلیبیوں کا قبضہ تھا، اس لئے آپ کے والد ماجد ابو العباس احمد بن محمد بن قدامہ، جو اس مبارک خاندان بلکہ اس مبارک سلسلۂ نسب کے سربراہ تھے، اپنے پورے خاندان کے ساتھ تقریباً ۵۵۱ھ میں بیت المقدس سے دمشق ہجرت فرماگئے ، سفر ہجرت میں آپ کے دونوں بیٹے ابو عمر اور موافق

الدین نیزان کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی بھی ساتھ تھے۔ مقدسی خاندان کے بیت المقدس سے دمشق ہجرت کرنے کے اسباب پر حافظ ضیاء الدین مقدسی کی ایک مستقل کتاب ہے۔ بہر حال آپ کے والد پورے کنبہ کے ساتھ دمشق میں مسجد ابوصالح میں مشرقی دروازہ کے پاس اترے، پھر دو سال کے بعد مسجد سے منتقل ہو کر دمشق کے اندر ہی صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس دوران امام موفق الدین قرآن مجید حفظ کرتے اور اپنے والد ماجد ابوالعباس سے (جو کہ صاحب علم و فضل اور متقی و پرہیزگار شخصیت تھے) ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دمشق کے علماء و مشائخ سے تحصیل علم کیا اور فقہ میں ''مختصر الخرقی'' وغیرہ زبانی یاد کر لی، مرحلۂ تحصیل علم میں آپ قدم بقدم آگے بڑھتے رہے، یہاں تک عمر کی بیس منزلیں طے کر لیں، پھر آپ نے طلب علم کے لئے بغداد کا سفر کیا، آپ کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی جو آپ کے ہم عمر بھی تھے اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے، امام موفق الدین شروع شروع میں تھوڑے عرصہ کے لئے بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس ٹھہرے، شیخ کی عمر اس وقت تقریباً نوے سال تھی، امام موفق الدین نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے ''مختصر الخرقی'' خوب سمجھ کر اور بڑی دقتِ نظر کے ساتھ پڑھا، کیونکہ دمشق میں آپ مذکورہ کتاب زبانی یاد کر چکے تھے۔ اس کے بعد ہی شیخ کی وفات ہو گئی تو آپ نے ناصح الاسلام ابوالفتح شیخ ابن المنی کی شاگردی اختیار کر لی اور ان سے فقہ حنبلی اور اختلاف مسائل کا علم حاصل کیا، ان کے علاوہ ہبۃ اللہ بن الدقاق وغیرہ سے بھی آپ نے علمی استفادہ کیا۔ بغداد میں چار سال کا عرصہ گذارنے کے بعد آپ دمشق واپس تشریف لائے اور اہل و عیال کے ساتھ کچھ دن گذار کر ۵۶۷ھ میں پھر بغداد روانہ ہو گئے اور ایک سال تک شیخ ابوالفتح ابن المنی سے علم حاصل کرنے کے بعد دمشق واپس آ گئے۔ ۵۷۴ھ میں فریضۂ حج ادا فرمایا، پھر مکہ مکرمہ سے دمشق واپس آ کر فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''مختصر الخرقی'' کی شرح ''المغنی'' کی تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ کتاب ''المغنی'' فقہ اسلامی اور خصوصیت کے ساتھ فقہ حنبلی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے، اسی لئے سلطان العلماء عز بن عبدالسلام نے کہا تھا کہ جب تک میرے پاس ''المغنی'' نہیں تھی اس وقت تک فتویٰ دینے میں مجھے مزہ نہیں آتا تھا۔

طلبہ آپ کے پاس حدیث و فقہ اور دیگر علوم پڑھتے تھے، ایک کثیر تعداد نے آپ سے فقہ میں کمال و دسترس حاصل کیا ہے، جن میں آپ کے بھتیجے قاضی القضاۃ شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابی عمر اور ان کے طبقہ کے دیگر علماء بھی شامل ہیں۔

درس و تدریس کے ساتھ ہی آپ کا مختلف علوم و فنون میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، خصوصاً علم فقہ میں

جس میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا،اس موضوع پر آپ کی متعدد تصنیفات اس کی شاہد عدل ہیں،علم فقہ میں آپ کی شخصیت بالکل نمایاں ہے اور میدان علم کے شہسوار آپ کے فضائل و مناقب اور علمی برتری کے گواہ ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں اوزاعی کے بعد موفق الدین سے بڑا فقیہ نہیں آیا۔

امام ابن الصلاح کہتے ہیں کہ موفق الدین جیسا عالم میں نے نہیں دیکھا۔ سبط ابن الجوزی کہتے ہیں کہ جس نے موفق الدین کو دیکھا اس نے گویا بعض صحابہ کو دیکھ لیا،ایسا لگتا تھا کہ ان کے چہرے سے نور پھوٹ رہا ہے۔ بہر حال،آپ مختلف علوم وفنون کے امام تھے،آپ کے زمانہ میں آپ کے بھائی ابوعمر کے بعد آپ سے زیادہ متقی و پرہیزگار اور بڑا عالم کوئی نہ تھا،عقائد اور زہد و تقویٰ میں آپ سلف صالحین کا نمونہ تھے، بڑے باحیا، دنیا و مافیہا سے بے رغبت، نرم گفتار، نرم دل، ملنسار، فقراء و مساکین سے محبت و ہمدردی کرنے والے، بلند اخلاق، فیاض و سخی، عبادت گذار، فضل و کرم والے، پختہ ذہن، علمی تحقیق میں سخت احتیاط برتنے والے، خاموش طبیعت، کم سخن، کثیر العمل نیز بے شمار فضائل و مناقب کے مالک تھے،انسان آپ سے ہم کلام ہونے سے پہلے محض دیکھ کر ہی آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

حافظ ضیاء الدین مقدسی نے آپ کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے،اسی طرح امام ذہبی کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے۔

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ صرف علم و تقویٰ ہی کے امام نہ تھے، بلکہ آپ نے بطل اسلام صلاح الدین ایوبی کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی ادا کیا ہے،آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ۵۸۳ھ میں جب صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کی سرکوبی نیز ان کی غلاظت سے فلسطین کی مبارک سرزمین کو پاک و صاف کرنے کے لئے مسلمانوں کو لے کر فوج کشی کی تو امام موفق الدین ابن قدامہ، ان کے بھائی ابو عمر، آپ دونوں کے تلامذہ اور خاندان کے کچھ دیگر افراد اس فتحیاب اسلامی پرچم کے تلے ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر فریضۂ جہاد ادا کر رہے تھے۔ آپ حضرات کا ایک مستقل خیمہ تھا جسے لے کر وہ مجاہدین کے ساتھ ساتھ منتقل ہوتے رہتے تھے۔

امام موصوف نے علم فقہ نیز دیگر علوم میں بے شمار مفید کتابیں چھوڑی ہیں۔ چنانچہ علم فقہ میں "العمدۃ" مبتدی طلبہ کے لئے اور "المقنع" متوسط طبقہ کے طلبہ کے لئے، نیز "الکافی" اور "المغنی" لکھی ہے "الکافی" میں دلائل کے ساتھ مسائل کا ذکر کیا ہے تاکہ طلبہ دلیل کی روشنی میں مسائل کا احاطہ اور پھر اس پر عمل کر سکیں، اور "المغنی" جو "مختصر الخرقی" کی شرح ہے اس میں علماء کے مذاہب و آراء اور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں، تاکہ باصلاحیت علماء اجتہاد کے طریقوں سے

واقف ہوسکیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کتاب ''روضۃ الناظر'' ہے، ان کے علاوہ مختلف علوم وفنون میں ''مختصر فی غریب الحدیث'' ''البرھان فی مسالۃ القرآن'' ''القدر'' ''فضائل الصحابۃ'' ''المتحابین فی اللہ'' ''الرقۃ والبکاء'' ''ذم الموسوسین'' ''ذم التاویل'' ''التبیین فی نسب القرشیین'' ''مناسک الحج'' اور زیر مطالعہ کتاب ''لمعۃ الاعتقاد الھادی الی سبیل الرشاد'' وغیرہ گرانقدر تالیفات ہیں۔

۶۲۰ھ میں ہفتہ عید الفطر کے دن آپ کی وفات ہوئی اور دمشق کے اندر صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں جامع الحنابلہ کے بالائی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

غور فرمایئے کہ وہابی جس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد کے علمی وعملی مقام کو اتنا اونچا مانتے ہیں ان کے استاد مکرم کہ جن کے علمی مقام کا امام موفق کو نہ صرف اعتراف ہے بلکہ آپ سے بڑھ کر اور کسی کو ان کے علمی پایہ کا نہیں مانتے پھر ان سے صرفِ نظر کرنا ضد اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

مزید اضافہ اویسی غفرلہٗ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اخلاق کریمانہ بیان کرنے کے لئے ضخیم دفاتر چاہئے۔ مشتے نمونہ خروار فقیر عرض کرتا ہے، فرمایا: ہر مسلمان چاہے کتنی ہی نیکیاں کرے لیکن اپنے آپ کو گنہگار سمجھے، اور ہر وقت خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا اور توبہ کرتا رہے۔

قناعت

یعنی ہر مسلمان کے پاس جو کچھ ہو اسی میں اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے حرام اور ناجائز ذریعوں سے دنیا کا عیش حاصل نہ کرے۔

توکل

یعنی ہر مسلمان اپنے ہر معاملے میں صرف خدا پر بھروسہ کرے، اپنی محنت، تدبیروں یا انسان کو اپنے کاموں میں کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھے۔

صبر

یعنی مسلمان ہر مصیبت اور تکلیف پر صبر کرے، اور اس کو برداشت کرے۔

رضا

مسلمان کو ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا ہر کام خدا کو راضی اور خوش کرنے کے لئے ہو انسانوں کو راضی اور خوش کرنے کے لئے نہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے غرور، تکبر سے بچنے، سادہ زندگی گزارنے، وقت کی پابندی کرنے، غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ہر مصیبت کو برداشت کر کے دین کی پابندی خدمت اور تبلیغ کرنے کی تعلیم بھی دی۔ جس مسلمان نے اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کر لیں اسے ترقی اور کامیابی ضرور نصیب ہو گی، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خوبیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جس طرح ظاہری علم حاصل کرنے کے لئے عالموں کو اپنا استاد بنایا اور علم کا کمال حاصل کیا اسی طرح روحانی ترقی اور علم حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے زمانے کے بزرگوں سے تعلق قائم کیا اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کر کے روحانی ترقی حاصل کی۔

اسلام میں مسلمانوں کے اندر مذہبی جذبہ پیدا کرنے، دین کی پابندی کا شوق اور روحانی قوت کو بڑھانے کے لئے بیعت کا طریقہ موجود ہے عام مسلمان کسی ایسے بزرگ اللہ کے ولی کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں جو خود شریعت کا پابند ہو، وہ شریعت کو اچھی طرح جانتا ہو، اور اس کا تعلق خود بھی اللہ کے کسی ولی سے ہو۔ ایسے بزرگ کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرنے ہی کو بیعت کہا جاتا ہے، جس کے سامنے یہ وعدہ کیا جائے اُسے پیر یا شیخ کہتے ہیں اور وعدہ کرنے والے کو مرید کہتے ہیں، اس وعدے کا اثر وعدہ کرنے والے پر ہوتا ہے، کہ وہ کسی بھی برا کام کرنے سے پہلے یہ خیال کرتا ہے کہ میں تو برائیوں سے توبہ کر کے دین کی پابندی کا وعدہ کر چکا ہوں، اس خیال کے آتے ہی وہ برائیوں سے بچتا رہتا ہے، اسی لئے مسلمانوں کو بزرگوں، ولیوں سے تعلق پیدا کرنے، اُن سے بیعت ہونے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اخلاقی امور کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''سوانح غوث اعظم دستگیر'' کا مطالعہ فرمائیے۔

جود وسخا

مصنف کتاب نے لکھا امام موفق الدین ابن قدامہ نے فرمایا کہ ہم بغداد میں ۵۶۱ھ میں وارد ہوئے تو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا علمی شہرہ تھا آپ کے علم وعمل اور فتویٰ نویسی کا کوئی ثانی نہ تھا جو طالب علم بغداد میں علم کے حصول کے لئے حاضر ہوتا وہ آپ کے بغیر کسی دوسرے کی طرف رُخ نہ کرتا آپ علوم کے جملہ فنون میں یکتا اور بے مثال تھے اور طالب علموں کو خوب محنت سے پڑھاتے اور فراخدلی کا یہ حال تھا کہ کسی بات سے نہ اکتاتے آپ جملہ اوصاف جمیلہ سے موصوف تھے میں نے آپ جیسا کسی اور کو نہیں دیکھا۔علمائے بغداد کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اکثر خاموش رہتے بہت کم گفتگو فرماتے اور عوام وخواص میں آپ کی قبولیت تامہ تھی دلوں پر قبضہ تھا اپنے مدرسہ مبارک سے صرف جمعہ کے دن جامع مسجد تک باہر تشریف یا سرائے غوثیت تک جانا ہوتا تھا آپ کے ہاں بغداد کے بڑے بڑے رؤسا وامراء نے توبہ کی اور یہود ونصاریٰ کے بڑے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ منبر پر وعظ میں حق بیان کرنے میں بیباک تھے اور منکرین اسلام اور فساق کا سختی سے رد فرماتے۔

امام موافق سے حضور غوث اعظم ﷺ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ ہم نے آپ کو آخری عمر میں دیکھا بلکہ آپ کے مدرسہ میں تعلیم کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ہمارا بہت زیادہ خیال رکھتے بار بار ہمارے پاس اپنے صاجزادہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو پرسشِ احوال کے لئے بھیجتے۔ہمارے مطالعہ کے لئے روشنی کا انتظام فرماتے اور ہمارے کھانے کا خصوصیت سے خیال فرماتے۔

اضافہ اویسی غفرلہ'

مصنف کتاب نے اختصار سے کام لیا فقیر کچھ اضافہ کرتا ہے۔''شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (رقت قلبی اور خشیت الٰہی کی وجہ سے عبرت ورقت کی بات سن کر) بہت جلد آنسو بہانے والے، انتہائی خشیت الٰہی رکھنے والے، بارعب ودبدبہ، مستجاب الدعوات، صاحب اخلاق کریمہ، عالی نسب، غیر مہذب بات سے انتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب، حدود الٰہی اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی پر آپ کو جلال آجاتا، اپنے معاملہ میں کبھی غصہ نہ کرتے۔ اللہ کے علاوہ کسی چیز کے لئے انتقام نہ لیتے۔کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، خواہ بدن کا کپڑا ہی اتار کر کیوں نہ دینا پڑے۔''

آپ ہمیشہ محتاجوں کی دستگیری فرماتے اور کھلے دل سے ان پر خرچ کرتے

"ایک دفعہ آپ نے ایک شکستہ حال اور افسردہ شخص سے خیریت پوچھی۔ اس نے عرض کیا حضور! دریائے دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے بغیر کرایہ مجھے کشتی پر سوار نہ ہونے دیا۔ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے بہت منت سماجت کی مگر ملاح نے میری بات نہ مانی۔ ابھی اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں کی تھیلی بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا۔ یہ اس ملاح کو دے دو اور اسے کہہ دینا کہ آئندہ کسی غریب اور محتاج کو دریا عبور کرانے سے انکار نہ کرے۔ پھر آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اس فقیر کو دیا۔ پھر بیس دینار سے یہ کرتہ خرید لیا۔ اور یوں اس غریب کی بھی مدد فرمادی۔ غرباء سے آپ کی محبت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے:

"اپنے زمانہ شہرت میں آپ حج کے لئے نکلے۔ جب بغداد کے قریب بستی "حلہ" میں پہنچے تو حکم دیا اس بستی میں سب سے غریب اور بے کس گھرانہ تلاش کرو۔ ہم نے کافی تحقیق کے بعد ایک ایسا مکان تلاش کیا جس میں ایک بوڑھا شخص اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ رہتا تھا اور یہی گھر سارے قصبے میں سب سے زیادہ غریب تھا۔ وہاں کے امیروں اور رئیسوں کو آپ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ہاں قیام کی درخواست کی مگر ان کے اصرار کے باوجود آپ نے اسی غریب کے ہاں ٹھہرنا پسند فرمایا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ نقدی، سونا، چاندی، مویشی اور کھانے پینے کی اشیاء کے انبار لگا دیئے۔ آپ نے رفقاء سے فرمایا۔ اس مال میں سے اپنا حصہ اس گھر والوں کے لئے وقف کرتا ہوں۔ رفقاء نے بھی آپ کی موافقت و پیروی کرتے ہوئے اپنا اپنا حصہ ان لوگوں کو دے دیا۔ سحری کے وقت آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔"

سبحان اللہ وہ بوڑھا جو چند لمحے پہلے بستی میں سب سے زیادہ غریب تھا آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اب بستی کا سب سے مالدار شخص بن چکا تھا۔"

لنگر غوثیہ

بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور حاجت مندوں کی ضروریات کے لئے بے دریغ خرچ فرماتے۔

علامہ ابن النجار، جبائی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ایک بار مجھے سیدنا عبدالقادر جیلانی نے فرمایا۔ میں نے تمام اعمال کے بارے میں تحقیق کی ہے۔ کھانا کھلانے سے بڑا عمل اور حسنِ اخلاق سے بڑی نیکی میں نے نہیں دیکھی۔ "اودلو کانت الدنیا بیدی اطعمھا علی الجائع" میری خواہش ہے کہ اگر ساری دنیا (کی دولت) میری ہتھیلی پر رکھ دی جائے تو میں اس سے بھوکوں کو

کھانا کھلا دوں۔ پھر فرمایا ایسا محسوس ہوتا ہے میری ہتھیلی میں سوراخ ہیں، کوئی چیز ٹک نہیں سکتی۔ اگر ہزار دینار بھی میرے پاس آئیں تو شام ڈھلنے سے پہلے پہلے تقسیم کردوں۔

آپ کا لنگر نہایت وسیع تھا، دستر خوان پر خدام اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ آپ کا خادم مظفر تھال میں روٹیاں لے کر دروازہ کے باہر کھڑا آواز دیتا رہتا۔ کسی کو روٹی کی ضرورت ہو یا رات گزارنا چاہے (تو اس کے لئے غوثیہ مہمان خانہ کھلا ہے) آپ کے پاس ہدیہ آتا تو تقسیم فرمادیتے اور ہدیہ بھجوانے والے کو خود بھی ہدیہ بھجواتے۔

خلق خدا کو کھانا کھلانے کا ایک انداز گیارہویں شریف کی صورت میں بھی تھا۔ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ قرۃ الناظر وخلاصۃ المفاخر میں فرماتے ہیں:

آپ ہر سال ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو سرکار دو عالم ﷺ کی نیاز دلوایا کرتے۔ یہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ پھر آپ ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کو اہتمام کے ساتھ حضور ﷺ کی نیاز دلواتے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز قرار پائی۔

گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کے میلاد منانے کے عمل کو قبول کر کے یہ صلہ دیا کہ اب ہر ماہ آپ کے نام کی گیارہویں ہو رہی ہے اور حسنِ اتفاق کہ (بقول مشہور و معتبر) آپ کا وصال بھی گیارہ ربیع الآخر کو ہوا۔ بعض نے سترہ ربیع الآخر تاریخ وصال بیان کی ہے مگر بقول شیخ عبدالحق محقق دہلوی ''اس کی کوئی اصل نہیں''۔

آپ کے وصال کے بعد بھی خانقاہ غوثیہ میں گیارہویں شریف کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مشہور محدث علامہ ابن تیمیہ (م ۷۸۸ھ) بھی لنگر میں حصہ لیتے اور اپنی تمام تر شدت کے باوجود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت کی بناء پر آپ کے عرس مبارک اور بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر لنگر بھجوایا کرتے۔

علامہ ابراہیم الدوربی لکھتے ہیں:

كان العلامة ابن تيمية يرسل من دمشق الشام نذورا واعانات للحضرة الكيلانية لاجل الدرس والتدريس واطعام الطعام وذالک فی اواخر ربيع الاول وكانت تلک القافلة تحتوی علی ثلاثين بعيرا. (از نام ونسب صاحبزادہ صاحب گولڑہ شریف)

''علامہ ابن تیمیہ دمشق (شام) سے درگاہ جیلانیہ میں نذرانے اور ہدیئے درس وتدریس اور (لنگر غوثیہ) میں کھانا کھلانے کے لئے ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں بھیجا کرتے تھے اور یہ قافلہ تیس اونٹوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

جواب بلا مطالعہ

مصنف کتاب نے لکھا حضرت عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عراق وغیرہ سے بے شمار فتاویٰ پیش ہوتے تو ہم نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ اس کا جواب کل ملے گا یا آپ نے اس میں کوئی غور وفکر کیا ہو بلکہ برجستہ فوراً بلا تامل سوال کے بعد جواب لکھ دیتے۔

دعوتِ توحید

سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خالق سے تعلق اور مخلوق سے ترک تعلق وترک اعتماد کی دعوت دیتے تھے اور آپ کی مندرجہ ذیل دعوت کا مضمون آپ کی کتاب ''فتوح الغیب'' میں صراحۃً موجود ہے۔ جب کوئی کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو خود اس سے نجات پانے کی کوشش کرے اگر کامیاب نہ ہو تو وقت کے بادشاہوں اور حاکموں اور افسروں اور دیگر اہلِ دنیا سے مدد طلب کرے اور اربابِ احوال سے بھی مدد کا طالب ہو وہ آزمائش اگر امراض سے ہو تو طبیبوں، ڈاکٹروں سے علاج کرائے وغیرہ وغیرہ۔ اگر مخلوق سے اس آزمائش کا چھٹکارا نہ ہو سکے تو بارگاہ حق میں دعا والتجا اور عجز وانکساری کرے جب تک نجات نہ ہو اس بارگاہ کو نہ چھوڑے اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی کو کہے۔

قاعدہ

جو کام مخلوق کے بس کا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض نہ کرے اور جو کام خالق کے ہاتھ میں ہے اس کے لئے مخلوق کو نہ کہے۔

آخری فیصلہ

آپ نے اپنی گفتگو جاری رکھ کر فرمایا کہ ہر مصیبت پر صبر ضروری ہے اور ہر موحد پر لازم ہے کہ وہ یقین کرے ہر مشکل اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے کیونکہ ہر شے کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے ہر خیر وشر اور ہر نفع ونقصان اسی سے ہے دنیا نہ دینا اس کے قبضے میں فتح اور رکاوٹ اسی کی جانب سے ہے۔ موت وحیات اسی کے ہاتھ میں ہے اور عزت وذلت کا مالک وہی ہے۔

چوروں کو اولیاء بنادیا

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سچ بولنے میں اپنی مثال خود تھے ایک دفعہ آپ حج کے لئے جا رہے تھے۔ قافلہ ایک سنسان راستے سے گذرا تو اس علاقے کے خوفناک ڈاکوؤں نے تمام مسافروں کا ساز وسامان لوٹ لیا اور غوثِ اعظم کو کسی غریب

کا بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لٹا ہوا قافلہ آگے بڑھنے لگا تو راہزنوں کے سردار نے آپ سے ازراہِ مذاق پوچھا "بچے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟" "ہاں" غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے لٹیروں کی توقع کے خلاف جواب دیا۔ آخر سردار کے اشارے پر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جامہ تلاشی لی گئی مگر راہزنوں کو کچھ بھی نہ ملا۔ "ہمیں بے وقوف بناتا ہے۔" ڈاکوؤں کا سردار آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر جھنجھلا گیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ مذاق کیا ہے؟ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے پاس اٹھارہ اشرفیاں ہیں جو قبا کے دبیز استر میں ٹانکی گئی ہیں۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے انتہائی پرسکون لہجے میں کہا۔ سردار کے کہنے پر دوبارہ تلاشی لی گئی۔ آخر اس کے ساتھی اشرفیاں پانے میں کامیاب ہوگئے۔ تمام رہزنوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ اگر آپ ان اشرفیوں کی نشاندہی نہ کرتے تو وہ اس طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے۔ آپ کی صاف گوئی پر سردار کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ تعجب ہوا تھا اس لئے وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کئے بغیر نہ رہ سکا۔ "آپ تو جھوٹ بول کر اپنی اشرفیوں کو بچا سکتے تھے، پھر آپ نے ایسا کیوں نہ کیا؟" "رخصت کرتے وقت میری مادرِ گرامی نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر جان پر بھی بن جائے گی تو میں جھوٹ نہیں بولوں گا یہی میری والدہ کا حکم تھا اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے تو میں اس حکم کو نہیں ٹال سکتا تھا۔" غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور سردار کو یوں محسوس ہوا جیسے آپ کے پورے جسم پر نور کی بارش ہو رہی ہو۔

اطاعت فرماں برداری کی یہ ایک ایسی مثال تھی جسے رہزنوں کا رہنما جھٹلا نہیں سکا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا کئے تھے ان کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ سردار رونے لگا۔ پھر تمام لوٹا ہوا مال واپس کر کے صدق دل سے تائب ہوا۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

اکثر کتب میں یہ واقعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بچپن اور طالب علمی کا ہے لیکن اس کتاب میں حج کے موقعہ کا لکھا ہے ممکن ہے یہ واقعہ دوبار رواقع ہوا اسی لئے اس میں کوئی خلش نہیں۔

اضافہ اویسی غفرلہٗ

کتاب "اقطاب اربعہ" میں آپ کے کرم وسخا کا بیان نہایت ہی مختصر ہے۔ فقیر سے گوارہ نہ ہوا کہ اتنے بڑے شیخ کے اوصاف مجمل مذکور ہوں، فقیر بھی تفصیل تو نہیں عرض کر رہا لیکن کتاب مذکور سے قدرے مفصل ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ زہد وتقویٰ اور تعلق باللہ میں اس مقام پر فائز تھے کہ آپ اپنی ذات، اولاد اور مال ودولت کی محبت سے بے نیاز

ہو گئے۔ خود فرماتے ہیں:

ماولد قط مولود الاوا خذ ته علی یدی وقلت هذامیت فاخر جه من قلبی اول مایولد .

''میرے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا، اسے ہاتھ میں لے کر اپنے آپ سے کہتا یہ مردہ ہے۔ اس طرح ولادت کے وقت سے ہی اس کی محبت دل سے نکال دیتا۔''

اگر مجلسِ وعظ کے اوقات میں صاحبزادگان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو مجلس موقوف نہ کرتے اور بدستور سلسلہ وعظ وارشاد جاری رکھتے۔ جب غسل وکفن دینے کے بعد جنازہ باہر لایا جاتا تو آپ کرسی سے اترتے اور جنازہ پڑھاتے آپ اس فلسفہ پر کاربند تھے کہ جان، مال، اولاد کچھ بھی اپنا نہیں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

یارب کیف اهدی الیک روحی وقد صح بالبرهان ان الکل لک . ''بارالٰہی! میں اپنی روح کا ہدیہ پیش کروں حالانکہ سب کچھ تو تیرا ہے۔''

مسند وعظ وارشاد

ظاہری وباطنی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس وتدریس اور وعظ وارشاد کی مسند کو زینت بخشی۔ آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار افراد کا مجمع ہوتا۔ ہفتہ میں تین بار، جمعہ کی صبح اور منگل کی شام کو مدرسہ میں اور اتوار کی صبح درگاہ عالیہ میں وعظ فرماتے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شرکت کرتے۔ بادشاہ، وزراء اور اعیانِ مملکت نیاز مندانہ حاضر ہوتے۔ علماء وفقہاء کا جم غفیر ہوتا۔ بیک وقت چار چار سو علماء قلم، دوات لے کر آپ کے ارشاداتِ عالیہ قلمبند کرتے۔ آپ کے فرمودات ''از دل خیزد' بر دل ریزد'' کا مصداق تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

مجلس آنحضرت هر گز از جماعت یهود ونصاریٰ وامثال ایشاں که بر دست او بیعت اسلام آور دندے واز طوائف عصاۃ از قطاع طریق وارباب بدعت وفساد درمذهب واعتقاد که تائب می شد ند، خالی نبودے .

''حضرت شیخ کی کوئی محفل ایسی نہ ہوتی، جس میں یہودی، عیسائی اور دیگر غیر مسلم آپ کے دستِ مبارک پر اسلام سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور جرائم پیشہ بدکردار ڈاکو، بدعتی، بدمذہب اور فاسد عقیدہ رکھنے والے تائب نہ ہوتے ہوں۔''

آپ کے مواعظ حسنہ، قضاء وقدر، توکل، عملِ صالح، تقویٰ وطہارت، ورع، جہاد، توبہ، استغفار، اخلاص، خوف ورجا، شکر، تواضع، صدق وراستی، زہد واستغنا، صبر ورضا، مجاہدہ، اتباع شریعت کی تعلیمات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آئینہ دار ہوتے۔

حکمرانوں کے سامنے حق گوئی

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے گو عملی طور پر معروف انداز کی سیاست میں حصہ نہ لیا مگر آپ سیاست کو دین سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مواعظ حسنہ میں زبانی وعظ وتلقین اور پند ونصائح پر اکتفاء نہیں کرتے تھے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ربانی فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے اور حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق کہتے رہے۔ آپ ۴۸۸ھ سے سن وصال ۵۶۱ھ تک تہتر (۷۳) سال اپنی حیاتِ ظاہری میں بغداد کو اپنے فیوضات سے نوازتے رہے۔ اس اثناء میں درج ذیل پانچ خلفاء کا زمانہ آپ نے دیکھا:

خلیفہ مستظہر باللہ	۴۸۷ھ	تا	۵۱۲ھ
خلیفہ مسترشد باللہ	۵۱۲ھ	تا	۵۲۹ھ
خلیفہ راشد باللہ	۵۲۹ھ	تا	۵۳۰ھ
خلیفہ مقتفی باللہ	۵۳۰ھ	تا	۵۵۵ھ
خلیفہ مستنجد باللہ	۵۵۵ھ	تا	۵۶۶ھ

اس دور میں سلجوقی سلاطین اور عباسی خلفاء کی باہمی کشمکش اپنے عروج پر رہی۔ شورش، فتنہ اور باہمی افتراق کے اس زمانے میں حضرت شیخ نے وعظ وتذکیر کے ذریعے محبت واخوت کا درس دیا۔ لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرتے، حب جاہ ومال دنیا کی تحقیر وتذلیل، نفاق، ریاکاری، بغض وکینہ کی مذمت اور عقیدہ آخرت، دنیا کی بے ثباتی، ایمان پر پختگی اور اخلاق کامل کی اہمیت پر زور دیتے۔ آپ حکامِ وقت کی مطلق پرواہ نہ کرتے اور نہ کبھی ان کے دروازے پر جاتے۔ آپ حکمرانوں کے درباروں میں بیٹھنے کو فقراء کے لیے اللہ کی طرف سے بہت جلد ملنے والی سزا اور گرفت قرار دیتے۔

آپ سلاطین وقت اور حکام کی مصاحبت اختیار کرنے والے سرکاری درباری علماء ومشائخ کی بے حد مذمت فرماتے ایک موقعہ پر آپ اس طبقہ سے یوں مخاطب ہوئے:

''اے علم وعمل میں خیانت کرنے والو!تمہیں ان (حکام وسلاطین) سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنو! اے بندگان خدا کے حقوق غصب کرنے والو! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو۔ اے عالمو! اے زاہدو بادشاہوں اور سرداروں کے لیے کب تک منافق بن کر ان سے دنیا کا مال ومتاع اور اس کی شہوات ولذات لیتے رہو گے تم اور اس زمانہ کے اکثر بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو۔ اے اللہ! منافقوں کی شوکت توڑ دے ان کو ذلیل فرما، توبہ کی توفیق دے، ان ظالموں کا قلع قمع فرما اور ان کی اصلاح فرما، یا زمین کو ان سے پاک کردے۔''

امراء اور حکامِ وقت کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا رویہ نہایت محتاط تھا۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

''میں تیرہ سال حضرت (ﷺ) کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس طویل عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ناک اور منہ سے بلغم نکلتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر کبھی بیٹھتے نہیں دیکھی۔ ولا قام لا حد من العظماء ولا الم بباب ذی سلطان ولا جلس علی بساطه ولا اکل من طعامه، آپ ﷺ نہ تو کبھی کسی دنیا دار کے استقبال میں کھڑے ہوئے، نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے، نہ کبھی کسی حاکم کی مسند پر بیٹھے اور نہ ان کے دسترخوان سے کچھ کھایا۔ آپ ﷺ اسے گناہ تصور کرتے۔ اگر کبھی خلیفہ یا وزیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ ان کے آنے سے پہلے اٹھ کر دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تاکہ ان کے لیے اٹھنا نہ پڑے۔ جب وہ آکر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ باہر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ ان سے سخت درشت لہجہ میں گفتگو فرماتے اور وعظ ونصیحت میں انتہائی مبالغہ سے کام لیتے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ چومتے اور مؤدب ہوکر عاجزی سے آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے۔ اگر کبھی خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کی نوبت آتی تو یوں تحریر فرماتے: ''عبدالقادر تمہیں فلاں کام کا حکم دیتا ہے اور تیرے لیے یہ حکم بجالانا ضروری ہے۔''

آپ ﷺ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے حکمرانوں کو بلاخوف وخطر تنبیہ فرماتے۔ علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رقمطراز ہیں:

کان یا مر بالمعروف و ینھی عن المنکر للخلفاء والوزراء والسلاطین والقضاۃ والخاصۃ یصد عھم بذالک علی روس الا شھا د وروس المنابر وفی المحافل وینکر علی من یولی الظلمۃ ولا یا خذہ فی اللہ لومۃ لائم

"آپ ﷺ خلفاء، وزراء، سلاطین، عدلیہ، خواص وعوام سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے اور بڑی حکمت وجرأت کے ساتھ بھرے مجمع اور کھلی محافل ومجالس میں برسرِ منبر علی الاعلان ٹوک دیتے۔ جو شخص کسی ظالم کو حاکم بناتا اس پر اعتراض کرتے اور اللہ کے معاملہ میں ملامت کی پرواہ نہ کرتے۔"

ایک مرتبہ خلیفہ مقتفی لامر اللہ نے ابوالوفا یحییٰ بن سعید ایسے ظالم شخص کو قاضی بنادیا جو ابن المزحم الظالم کے لقب سے مشہور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر خلیفہ کو تنبیہ فرمائی:

ولیت علی المسلمین اظلم الظالمین ماجو ابک غدا عند رب العالمین ارحم الراحمین .

"تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حکمران بنادیا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل قیامت کو اللہ رب العالمین کو کیا جواب دوگے؟ جو ارحم الراحمین ہے۔"

خلیفہ یہ سن کر لرزہ براندام ہوگیا، اس پر گریہ طاری ہوگیا اور فوراً اس قاضی کو عہدہ سے معزول کردیا۔

ایک بار آپ کی خدمت میں لوگوں کا جم غفیر تھا، خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر خدمت ہوا اور نصیحت چاہی۔ ساتھ ہی سونے کی اشرفیوں کی دس تھیلیاں نذر کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور قبول کرنے سے انکار کردیا۔ خلیفہ کے بے حد اصرار پر آپ نے دو تھیلیاں اٹھا کر ان کو نچوڑا تو تازہ خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے فرمایا ابوالمظفر! تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی لوگوں کا خون جمع کرکے میرے پاس لے آئے ہو۔ یہ منظر دیکھ کر خلیفہ بے ہوش ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی عزت کی قسم اگر خلیفہ کی رسول اللہ ﷺ سے نسبی قرابت کا احترام نہ ہوتا تو میں خون بہنے دیتا یہاں تک کہ خلیفہ کے گھر میں داخل ہوجاتا۔

اسی خلیفہ مستنجد باللہ نے ایک بار آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اطمینانِ قلبی کے لئے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا سیب، اس وقت عراق میں سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا تو اس میں دو تازہ سیب آگئے آپ نے ایک مستنجد کو دیا اور دوسرا خود کاٹا جو نہایت خوشبودار نکلا۔ جب کہ مستنجد باللہ نے سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکلا۔ اس نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا اے ابوالمظفر اس کو ظلم کا ہاتھ لگا تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔ مصنفِ کتاب نے فرمایا:

علمی مشاغل

آپ کی پوری زندگی اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فرمان **"تعلموا العلم وعلموہ الناس"** (علم

پڑھواور پڑھاؤ) سے عبارت تھی ۔تصوف وولایت کے مرتبہ عظمٰی پر فائز ہونے اور خلق خدا کی اصلاح تربیت کی مشغولیت کے باوصف درس وتدریس اور کار افتاء سے پہلو تہی نہ کی ۔آپ نے مذہب اہلسنّت وجماعت کی نصرت وحمایت میں تقریر کے علاوہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے بھی کام لیا۔آپ تیرہ مختلف علوم کا درس دیتے اوراس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل مقرر تھا۔

اگلے اور پچھلے پہر تفسیر ،حدیث ،فقہ ،مذاہب اربعہ ،اصول اور نحو کے اسباق ہوتے ۔ظہر کے بعد تجوید وقرأت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہوتی ۔

مفتی غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فن فتاوٰی میں بھی بے عدیل روزگار تھے ۔آپ بالعموم شافعی وحنبلی مذہب کے مطابق فتوے دیتے ،علماء عراق آپ کے فتوٰی پر متعجب ہوتے اور بڑی تعریف کرتے ۔

عجیب وغریب فتویٰ

ایک دفعہ ایک استفتاء آیا۔ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ وہ ایسی عبادت کرے گا جس میں بوقتِ عبادت روئے زمین کا کوئی دوسرا شخص شریک نہ ہوگا ورنہ اس کی بیوی کو تین طلاقیں ،علماء حیرت زدہ رہ گئے کہ ایسی کون سی عبادت ہوسکتی ہے جس میں وہ تنہا عبادت کررہا ہواور کوئی دوسرا شخص اس میں شریک نہ ہو۔جب یہ استفتاء حضرت شیخ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فوراً برجستہ فرمایا اس شخص کے لئے مطاف خالی کردیا جائے اور وہ اکیلا خانہ کعبہ کے سات چکر مکمل کرے ۔

علماء نے اس جواب پر داد تحسین دی ۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

بلاشبہ طواف وہ عبادت ہے جو بیت اللہ کے ساتھ موقوف ہے اور جب مطاف خالی کردیا گیا تو کوئی دوسرا شخص اس وقت شریکِ عبادت نہیں رہے گا اور یوں اس شخص کی قسم پوری ہوجائے گی ۔

غلط کار کارد

کسی نے دعوٰی کیا کہ اس نے اللہ تعالٰی کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی تو نے ایسے کہا ہے ۔عرض کی ہاں ،آپ نے اس کی زجروتوبیخ کی اور فرمایا آئندہ ایسا دعوٰی نہ کرنا ۔

صدق کی دعوت

اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں (غنیۃ الطالبین بعض کے نزدیک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اس کی تحقیق وتفصیل فقیر کے رسالہ " هدية السالكين فى توضيح غنية الطالبين " اور رسالہ ''کیا غوث اعظم وہابی ہیں؟'' میں دیکھیے۔ اویسی غفرلہٗ

فضائل میں سب سے بڑی فضیلت صدق میں ہے۔

صدق جملہ امور کا سرتاج ہے اسی سے ہر امر کمال پاتا ہے اسی سے ہر امر کا نظام ہے یہ نبوت کے بعد دوسرا درجہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔''

صادق اسم لازم ہے صدق سے مشتق ہے اور صدیق اسکا مبالغہ ہے وہ جس سے بار بار صدق صادر ہو بلکہ اس کی صدق عادت وفطرت بن جائے اور اس پر صدق کا غلبہ ہو۔ صدق ظاہر وباطن حال میں برابر ہو صادق وہ ہے جس کے اقوال سچے ہوں صدیق وہ ہے جس کے جملہ اقوال واحوال صدق پر مبنی ہوں۔ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو وہ صدق پر التزام کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ صدیقین کے ساتھ ہے۔

بعض نے کہا کہ ہلاکتوں کے موقعہ پر حق کی بات کہنا، بعض نے کہا صدق عمل میں اللہ تعالیٰ سے وفاء کا نام ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو یا دوسرے کو بچانے کی کوشش میں ہو وہ صدق کی خوشبو نہ سونگھ سکا، بعض نے کہا صدق یہ ہے کہ ہلاکت کی جگہ پر جہاں جھوٹ کے سوا نہ بچا سکے سچ بولنا۔ بعض نے کہا جب تم اللہ تعالیٰ کو صدق سے تلاش کرو گے تو وہ تمہیں ایسا آئینہ عطا کرے گا جس سے تم عجائب دنیا وآخرت کی ہر شے کو دیکھو گے۔

مواعظ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے تھے میں تمہیں تقویٰ وقناعت اور ظاہر شرع پر التزام اور سلامۃ صدر وسخاء النفس اور بشاشت وجہ اور

ہر شے راہ خدا میں لٹانے اور لوگوں کو اذیت نہ پہنچانے اور ہر چھوٹے بڑے کی خیر خواہی اور ترکِ خصومت کی وصیت کرتا ہوں، نیز آپ کے مواعظ میں یہ بھی ہے کہ میں تمہیں اغنیاء کے ساتھ باوقار اور فقراء کے ساتھ عجز وانکسار کے ساتھ رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے اوپر عجز واخلاص کو لازم پکڑو۔

نصائح غوث اعظم رضی اللہ عنہ

جب تم اپنے دل میں کسی کا بغض یا محبت پاتے ہو تو اسے کتاب وسنت سے پرکھو اگر کسی سے بغض کتاب وسنت کے مطابق ہے تو اس پر خوشی مناؤ کہ تمہارا بغض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے موافق ہے اگر کوئی کتاب وسنت کے مطابق عمل رکھتا ہے لیکن تم اس سے بغض کرتے ہو تو سمجھ لو کہ تم بندۂ شہوات ہو اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے اس سے بغض کرتے ہو اور تم اس بغض سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ ورع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تم اس پر التزام کرو ورنہ ہلاکت تمہاری گردن میں ہوگی اور وہ تیرے سر ہوگی اور تم اس سے بھی نجات نہ پاسکو گے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمہیں مال عطا کرے تو اس سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں وقت بسر کرو ورنہ وہ مال تیرے لئے دنیا وآخرت کا حجاب بن جائے گا بلکہ وہ مال تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گا اور تجھے منعم سے ہٹا کر اپنے میں مشغول کر دے گا اگر تم مال سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں وقت بسر کرو گے تو تجھ پر اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہوں گی اور تیرے مال میں بھی کمی نہیں آئے گی پھر دنیا میں بھی عیش وعشرت سے گذرے گی اور آخرت میں بھی مکرم ومطیب ہوگے اور صدیقین وشہداء وصالحین کے ساتھ جنت الماویٰ میں مقیم ہوگے۔

اور فرمایا کہ اگر تم ضعیف الایمان والیقین ہو اور تو نے وعدہ کر رکھا ہے فلہٰذا اسے پورا کرو اسکے خلاف نہ کرو ورنہ تمہارا ایمان چھن جائے گا اور تیرا یقین تیرے سے زائل ہو جائے گا اگر تو قوی الایمان والیقین ہے تو دل میں اسے اور زیادہ مضبوط کر اور ثابت قدم رہ پھر منجانب اللہ خطاب نصیب ہوگا۔ "انک الیوم لدنیا مکین امین ." آج تو تمہارے ہاں مکین وامین ہے۔

حکمت کی باتیں

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حکمت کے اقوال اور اعلیٰ گفتار بے مثال ہیں فرمایا، "عملِ صالح صدق وخلوص وتقویٰ سے نصیب ہوتا ہے ایسا انسان ماسوی اللہ سے صبح وشام دور ہو جاتا ہے۔

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عجز و نیاز کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف ہو، سنت الٰہی کا مشاہدہ اور حفظ حرمت یوں ہو کہ دل میں سمجھے کہ نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ فقیر صابر، غنی شاکر سے افضل ہے اور فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے جو آخرت کا طالب ہے وہ دنیا میں زہد اختیار کرے اور جو اللہ تعالیٰ کا طالب ہے وہ آخرت سے بھی بے نیاز ہو جائے۔

صدق و صفاء پر التزام ضروری ہے ان کے سوا قرب الٰہی ناممکن ہے جو دنیا و آخرت میں سلامتی چاہتا ہے اسے صبر و رضا پر التزام اور مخلوق سے شکوہ و شکایات کا ترک کرے اس کی صرف دو حالتیں ہیں (۱) عافیت (۲) بلاء ۔ جب کوئی جزع و شکوئی اور غصہ و رنج اور اعتراض اور تہمت بر حق میں مبتلا ہو جائے تو اسے نہ صبر کرنا چاہے گا اور نہ رضا اور نہ موافقت الٰہی بلکہ یہ بے ادبوں میں شمار ہوگا اگر عاقبت کے معاملہ میں مبتلا ہے تو اسے حرص، کبر، اتباع شہوات و لذات گھیر لیں گی جب ایک کو پالے گا تو دوسری کی طلب کرے گا اس طرح سے تباہ و برباد ہو جائے گا اسی لئے چاہئے کہ ان کی طلب نہ ہو۔

فقہ کے بارے میں

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ فقہ حاصل کرنے کی دعوت دیتے تھے اور اس کے حصول کے لئے شرائط بیان فرماتے تھے اور فرماتے پہلے فقہ حاصل کرو پھر خلوت، اور فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت علم کے بغیر کی تو صلاحیت سے اسے فساد زیادہ نصیب ہوگا اور فرمایا کہ تم شرع ربانی کا چراغ حاصل کرو۔

اور فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسے علم کا وارث بنائے گا جس کا اسے پہلے علم نہ تھا یعنی علم لدنی نصیب ہوگا۔

اور فرمایا کہ اپنے سے اسباب کو توڑ دو دوستوں اور لوگوں سے دور رہو اپنے دل میں زہد کے اثرات پیدا کرو۔ دل کو حسنِ ادب سے آراستہ کرو۔ ماسوئی اللہ سے بالکل الگ تھلگ رہو، ماسوئی اللہ کی طرف کان نہ دھرو اور نہ ہی اس کے اسباب کی تلاش کرو تا کہ کہیں تیرے دل کا چراغ بجھ نہ جائے۔ چالیس دن مسلسل اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ خلوص کرو تیرے دل سے حکمت کے چشمے زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

اضافہ اویسی غفرلہٗ

اسی کو عارف رومی نے بیان فرمایا ہے

؎ چشم بند و گوش بند و لب بہ بند ☆ گر نہ بینی سرِ حق ما بخند

تصانیف

مصنف نے فرمایا:

(1) الغنیه لطالبی الحق ،بار بارمطبوع هورهی هے (2) المواهب الرحمانیه والفتوحات الربانیه (3) تفسیر القرآن الکریم ومخطوطه دواجزاء رشید کرامه کے پاس طرابلس شام میں موجود هے (4) تنبیه الغبی الی رویة النبی (محطوطه فاتیکان رومه) میں موجود ہے (5) جلاء الخاطر، یه حضور غوث اعظم رضی الله عنه کے ملفوظات ہیں۔خلیفہ نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے حال ہی میں اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

(6) حزب بشائر الخیرات (اسکندریہ مصر میں مطبوع ہوئی) حال ہی میں پاکستان میں بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے (اویسی غفرلہٗ) (7) فتوح الغیب ،بار بار شائع ہوئی اور اردو میں بھی (اویسی غفرلہٗ) (8) رسالہ غوثیہ مکتبہ الاوقاف بغداد میں موجود ہے (فقیر نے بھی اسے اپنی تصنیف "غوث اعظم لقب کس کا" میں شامل کر کے شائع کیا ہے) (اویسی غفرلہٗ) (9) حزب عبدالقادر الگیلانی، مکتبہ الاوقاف بغداد میں ہے۔ (10) الفتح الربانی والفیض الرحمانی ، یہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات ہیں۔ بارہا مطبوعہ ہوئی اور اردو میں بھی (اویسی غفرلہٗ) (11) رسالة الوصیة (12) مناقب الجیلانی .

اضافه اویسی غفرلهٗ

بعض علماء نے فرمایا کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ " هدیة السالکین فی توضیح غنیة الطالبین " میں عرض کر دی ہے۔یاد رہے کہ مصنف نے نمونہ بیان کیا ہے ورنہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

طریقت

مصنفِ کتاب نے فرمایا، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے طریقت کے دس اصول مرتب فرمائے ۔ دراصل دعوتِ ایمان واتباع کتابُ اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ ﷺ وحفاظتِ ارکان الاسلام اور فضائل کا تمسک اور رذائل سے اجتناب کا نام طریقت ہے اور یہ اصول آپ نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں بیان فرمائے۔ چنانچہ فرمایا کہ اہل مجاہدہ واہل عزم کو دس خصال ضروری ہیں جو اہل حق نے اپنے لئے آزمائے ہیں جب کوئی ان کو قائم کرے گا اور ان پر ثابت

قدم رہے گا ان کی برکت سے منازل شریفہ تک پہونچے گا، ان میں سے ایک یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قسم نہ کھائے سچی ہو یا جھوٹی عمداً ہو یا سہواً جب اس پر مضبوطی سے کاربند ہوگا کہ کبھی ایسی قسم نہ کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر انوار کا دروازہ کھولے گا جس کا فائدہ وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا بلکہ جسم میں بھی اس کا احساس ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے گا اور عزم میں قوت پیدا ہوگی۔ لوگوں میں اس کی تعریف ہوگی ہمسائیگان کی نظروں میں بھی اچھا آدمی سمجھا جائے گا پھر ہر شخص کے حکم کو تسلیم کرے گا اور جو اسے دیکھے گا اس پر اس کا رعب چھا جائے گا۔ (۲) جھوٹ سے اجتناب کرے نہ عمداً اور نہ بطور مذاق، اس پر مضبوطی سے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا اور اس کا علم صاف وشفاف ہو جائے گا اور ایسی طبیعت کا مالک بن جائے گا کہ گویا وہ کذب کو جانتا تک نہیں بلکہ کسی دوسرے سے ایسی بات سنے گا تو وہ اسے معیوب محسوس ہوگا اگر وہ اس کے لئے تکذب سے اجتناب کی دعا مانگے تو ثواب پائے گا۔ مزید فتوح الغیب شریف کا مطالعہ کیجئے۔

ازواج مکرمات رحمہم اللہ تعالیٰ

شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں لکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مدت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا تھا لیکن تضیع اوقات کے خوف سے باز رہا، بالآخر تقدیر الٰہی سے میرے لئے نکاح کرنے کے اسباب بنے تو یکے بعد دیگرے میں نے چار شادیاں کیں۔

اولاد کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے ہاں انچاس ۴۹ بچے ہوئے، جن میں سے بیس لڑکے تھے، اور باقی لڑکیاں تھیں، آپ کی اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:

(۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ مصنفِ کتاب نے صرف ۱۲ صاحبزادگان کے اسماء گرامی لکھ کر اجمالی تعارف بیان کیا۔ فقیر اویسی غفرلہٗ کچھ تفصیلی حالات عرض کرتا ہے۔

(1) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۳ ہجری میں ہوئی۔

تحصیل علوم

آپ نے زیادہ تر اپنے والد ماجد کو حدیث سنائی اور انہیں سے تفقہ حاصل کیا، علاوہ ازیں آپ نے ابن الحسین وابن الرعوانی وابو غالب ابن النبار رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شیوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیلِ علوم کے لئے آپ نے عجم کے دُور دراز بلاد کا بھی سفر کیا۔

درس وتدریس

الغرض تحصیل علوم کے بعد آپ نے بیس سال کی عمر میں ۵۴۳ھ کے اندر اپنے والد ماجد کے سامنے انہی کے مدرسہ میں نہایت سرگرمی اور جدوجہد کے ساتھ درس وتدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی، فتوے دیئے۔

آپ وعظ گوئی میں ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ کا وعظ دلچسپ اور ظرافت آمیز ہوا کرتا تھا، شیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے علم وفضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حسینی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن عبدالواسع بن امیر کا رغیر علماء آپ ہی کے تلامذہ میں سے ہیں۔

اخلاق وعادات

آپ نہایت بامروّت، کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو اور صاحب جودوسخا شخص تھے خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ مظلوموں کی امداد ومعاونت اور ان کی فریاد رسی پر آپ کو مامور کیا تھا۔

(ذہبی وابن خلیل وطبقات ابن رجب)

وفات

آپ نے بغداد کے اندر پچیس شوال ۵۹۳ھ ہجری میں شب کے وقت وفات پائی، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

اولاد

آپ کی اولاد میں سے مشہور شیخ عبدالسلام ہیں، آٹھ ذی الحجہ ۵۴۸ھ کو آپ تولّد ہوئے، اور تین رجب المرجب ۶۱۱ھ ۱۱۹۸ء کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

آپ حنبلی المذہب تھے، آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم ﷺ سے تفقہ حاصل کیا، پھر آپ نے مدت تک درس وتدریس کے کام کو سر انجام دیا، متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے، چنانچہ کسوۃ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے، اس اثناء میں آپ نے حج بھی ادا کیا۔

(2) حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ کے صاحبزادوں میں سے قدوۃ العارفین عمدۃ الکاملین حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق ہیں، آپ ۱۸ ذیقعد ۵۲۸ھ کو تولّد ہوئے۔

آپ کا علم وفضل

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، علاوہ ازیں آپ نے ابوالحسن محمد بن الصائغ رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابوالفضل محمد الارسوی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم سعید بن النبار رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن الزاغوانی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالمظفر محمد الہاشمی، ابوالمعانی احمد بن علی بن السمین رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالفتح محمد بن البطر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی حدیث سنی۔

آپ حافظ حدیث وفقیہ حنبلی المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی، آپ درس وتدریس اور بحث مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔

آپ نے بہت سے لوگوں کو اجازتِ حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، شیخ کمال

عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ اور اسمٰعیل العسقلانی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث حاصل کی۔

اخلاق حَسَنہ

آپ ثقاہت وصداقت، تواضع وانکسار، عصمت وعفاف اور صبر وشکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام الناس سے کنارہ کش رہتے اور ضروریاتِ دینی کے سوا تھوڑی دیر کے لئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود عسرت کے بھی آپ مجسّمہ سخاوت تھے، طلباء سے نہایت اُنس رکھتے تھے۔

وفات

آپ نے ٦ شوال ٦٠٣ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات پائی، اور وہیں باب حرب میں آپ مدفون ہوئے۔
ابن نجّار نے بیان کیا ہے، کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اس قدر خلقت جمع ہوگئی تھی کہ مجبوراً بیرون شہر میں آپ کا جنازہ لے جا کر نماز پڑھی گئی، لیکن پھر بھی ہزار ہا مشتاقان محروم رہ گئے، اس لئے کہ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے آپ کے جنازہ کو جامع رُصافہ، باب تربۃ الخلفاء، باب الحریم، مقبرہ امام احمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات میں لے جا کر کئی بار نماز پڑھی گئی۔

آپ کے جنازہ میں اس قدر لوگ شریک تھے کہ کبھی جمعہ وعیدین میں بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

(١) شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ٥٥٣ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ٩ جمادی الآخر ٦١١ھ کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر دارِ ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شیوخ سے حدیث سُنی، آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔

(٢) شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبدالرحیم ہیں، آپ نے حدیث شہرہ بنت الابری اور خدیجہ بنت احمد النہروانی رحمۃ اللہ علیہا وغیرہ سے سُنی، آپ کا تولّد ١٤ ذیقعد ٥٣٠ھ کو ہوا، اور بغداد ہی میں ٦٠٦ھ کو آپ نے وفات پائی،

اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

(۳)شیخ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے بہت سے لوگوں سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی اور بیان کی، آپ زہد وتقویٰ اور فقر وتصوف سے آراستہ تھے، شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نشینی آپ کا شیوہ تھا۔

بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی تاریخ تولد یا سن وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں۔

(٤) شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے اپنے والد ماجد، اپنے عم بزرگ اور دیگر بہت سے شیوخ سے حدیث سُنی، ماہ صفر ۶۰۲ھ کو بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔

(٥) شیخ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کی ولادت ۱۴ ربیع الاول ۵۶۴ھ کو ہوئی، آپ نے اپنے والد وعم بزرگوار سے بالخصوص اور فضلائے وقت سے بالعموم حدیث سنی، آپ حنبلی المذہب تھے، درس وتدریس اور بحث ومباحثہ کا بھی مشغلہ کیا کرتے تھے۔

آٹھ ذیقعد ۶۲۲ھ کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، اور خلیفہ موصوف کی حیات تک آپ منصب قضا پر مامور رہے، آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں جو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ کے بعد آپ کو منصب خلافت سے معزول کردیا تھا، باوجود اس کے کہ آپ منصبِ قضا پر مامور تھے، لیکن آپ کے اخلاق وعادات، آپ کے حِلم وعفو، اور آپ کی تواضع وانکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا تھا۔

آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عارف، فقیہ، مناظر، محدّث، عابد، زاہد، مقرر، محرر، واعظ، شیریں کلام، خوش طبع اور متین تھے فروعاتِ مذہبیہ میں آپ کی معلومات نہایت وسیع تھی۔

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے منصبِ قضا سے معزول کیا تو آپ نے اس بارگراں کے سر سے اُتر جانے پر

حسب ذیل اشعار میں شکریہ ادا کیا ہے

حمدت اللّٰہ عزوجل لما

قضیٰ لی بالخلاص من القضاء

وللمستنصر المنصور اشکر

واد عوافوق معتاد الدعاء

ترجمہ

(۱) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے قضاء سے نجات پانا میرے لئے مقرر کیا تھا۔ (۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور ہوں اور اُس کے لئے معمول سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

معزول ہونے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس وتدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے۔ فقہ میں آپ نے کتاب ارشاد المبتدئین تصنیف کی، جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا، انہی امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے

وفی عصرنا قدکان فی الفقہ قدوۃ

ابو صالح نصر نکل مؤمل

یعنی اس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابو صالح نصر امامِ وقت ہیں، وہ ہر ایک امیدوار کے لئے معین ومددگار ہیں۔

معزولی کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو دیر روم کے نام سے مشہور تھا، متولی کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصبِ قضا سے معزول کر دیا تھا، تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ویسی ہی عزّت ووقعت تھی۔

۶ شوال ۶۶۳ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، انکسار اور وجد وجذبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لئے ہوئے تھے، درس وتدریس اور افتاء کا مشغلہ رکھتے تھے۔

آپ کی ایک صاحبزادی تھیں، جن کا نام زینب تھا، خوش سیرت کریم النفس وجیہ، متواضع اور نہایت متین تھیں۔

(3) حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمة الله علیه

ولادت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۲۷یا۲۸شوال ۵۳۲ھ میں آپ کا تولد ہوا۔

علم وفضل

آپ نے اپنے والد ماجد اور ابن منصور عبدالرحمٰن بن محمد القزاز وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، تحصیل علوم کے بعد آپ نے وعظ بھی کہا، درس وتدریس کا کام بھی انجام دیا، بہت سے علماء وفضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔

آپ نہایت ہی متقی، متدین، صالح، متشرع، پرہیزگار اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے، انکسار وافتقار اور غربت وخاموشی کے ساتھ موصوف تھے۔ ۵۸۰ھ میں آپ بغداد کو خیر باد کہہ کر جبال چلے گئے، اور وہیں آپ نے سکونت اختیار کی۔

وفات

۱۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے، آپ نے عسقلان کی جنگ میں حصہ لیا اور قدس کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ بغداد میں نقیباء آپ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی اولاد

آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد ہیں آپ کا انتقال بھی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جید عالم مستقیم الاحوال، قائم اللیل صائم النہار تھے، آپ سے لوگوں کو باطنی علوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ تھے جس کا نام شیخ صالح شرشیق تھا۔

حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخۃ النساز ہرہ تھا۔

(4) حضرت شیخ عیسٰی رحمة الله علیه

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تحصیل علوم اوردرس وتدریس

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور ابوالحسن بن خرماد سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، پھر آپ نے درس وتدریس کا کام شروع کردیا، حدیث بیان کی، فتوے دیئے، وعظ کہا، اور تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتب تصنیف کیں۔

پھر آپ مصر چلے گئے اور وہاں جا کر بھی آپ نے بکمالِ فصاحت وبلاغت وعظ گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی۔

اہالیانِ مصر میں سے ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ، ربیعہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مسافر بن یعمر المصری رحمۃ اللہ علیہ، حامد بن احمد الارتاجی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن محمد الفقیہ المحدث رحمۃ اللہ علیہ، عبدالخالق بن صالح القرشی الاموی المصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

مذاق شعر وسخن

آپ کو شعر وسخن کا بھی مذاق تھا، چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں:

تحمل سلامی نحوارض احبتی

قل لهم ان الغریب مشوق

ترجمہ

تم میرے احباب کی طرف جاؤ، تو اُن سے میرا سلام عرض کر کے یہ کہہ دینا کہ وہ غریب الوطن تمہارے اشتیاق محبت سے بھرا ہوا ہے۔

نان سئلواکم کیف حالی بعدهم

فقولوا بنیران الفراق حریق

ترجمہ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں، تو کہہ دینا، کہ وہ بس تمہاری آتشِ فراق سے سوزاں ہے۔

فلیس له الف یسیر بقربهم

ولیس له نحوالرجوع طریق

ترجمہ

اُس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے، جو اُسے اُس کے احباب کے پاس پہنچا دے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

غریب یقاسی الھم فی کل بلدۃ
ومن لغریب فی البلاد صدیق

ترجمہ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر ہے، کہ بلاد اجنبیہ میں مسافر کا کون غمخوار بنتا ہے

وفات

تاریخ وفات کے متعلق ابن نجار اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، کہ میں نے آپ کے مزار مبارک پر لکھا دیکھا، کہ بارھویں رمضان المبارک ۵۷۳ھ ۱۱۷۸ء کو آپ نے وفات پائی۔

آپ کی ذریّت

بلاد حلب خصوصاً قریہ یاعو میں کئی قبیلے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت سے ثابت کرتے ہیں، اور عام وخاص بھی اُن کی عزت وقعت کرتے ہیں، مگر اُن کی نسبت تحقیق معلوم نہیں کہ آیا فی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور کی ذریت سے۔

(5) حضرت شیخ عبدالجبار رحمة الله علیه

حضور غوثیت مآب ﷺ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تحصیل علم

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ اور قزاز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث سُنی، آپ خوشنویس تھے، آپ صوفی منش اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے، تشرع واتباع، تتبل وانقطاع، فقر وقناعت اور انکسار مسکنت میں یگانہ وقت تھے۔

وفات

آپ کی وفات عین عالم شباب میں مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ کو ہوئی اور بغداد کے اندر ہی محلّہ حلبہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

(6) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ کی ولادت ۵۵۰ھ میں ہوئی۔

علم وفضل

آپ نے اپنے والد ماجد اور شیخ محمد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی، آپ حسنِ سیرت ومکارمِ اخلاق میں یگانہ وانکسار وایثار نفس میں منفرد وقت تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے استفادہ ہوا، آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، آپ اپنے صغرسن سے ہی مصر چلے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تولّد ہوا، جس کا آپ نے عبدالقادر نام رکھا تھا، پھر آپ اپنی کبرسنی میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادمِ حیات یہیں پر مقیم رہے۔

بشارتِ ولادت

شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت علیل ہوئے، حتیٰ کہ نصیب اعداء پہنچنے تک کی کوئی امید باقی نہ رہی اس لئے ہم سب آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا، آپ نے فرمایا، کہ میں ابھی مروں گا نہیں، تم گریہ وزاری نہ کرو، میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اس کا تولّد ہونا ضروری ہے۔

وفات

آپ نے ۶۰۰ھ میں وفات پائی، اور اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں اپنے برادر مکرم شیخ عبدالوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے۔

(7) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت

آپ کی ولادت ربیع الاوّل ۵۳۵ھ میں ہوئی۔

علم دین

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن النبار رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سُنی، آپ دمشق میں چلے گئے تھے، اور وہیں آپ نے توطن بھی اختیار کیا، آپ وہاں افادہ وافاضۂ طالبین میں مشغول رہے، آپ کثیر السکوت اور طویل المراقبہ تھے، انکسار وافتقار سے متصف تھے، مذہب آپ کا حنبلی تھا۔

وفات

اخیر عمر میں آپ امراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے، شروع جمادی الآخر ۶۱۸ھ محلّہ عقبیہ دمشق میں آپ نے وفات پائی، مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں آپ مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر میں وفات پائی۔

(8) حضرت شیخ ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ صاحب ذوق ومواجید اور صاحب سرور وولولہ تھے، رات کا وقت اکثر طور پر توبہ واستغفار اور گریہ وزاری میں گذارا کرتے تھے، غربت وخاموشی کے ساتھ موصوف تھے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے فناؤ بقا حاصل ہوئی، آپ واسط چلے گئے اور ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء میں وہیں پر وفات پائی۔

(9) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور سعید بن البنا اور ابوالوقت وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ ۲۵ ذیقعد ۶۰۰ھ کو بغداد میں انتقال ہوا اور وہیں مقبرہ میں مدفون ہیں۔

(10) شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

(11) شیخ صالح رحمۃ اللہ علیہ

(12) شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

ان دونوں کا ذکر فتوح الغیب میں ہے لیکن تاریخ ولادت ووفات معلوم نہیں۔

(13) حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن النباء رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سُنی ،آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور صاحب ریاضت ومجاہدہ تھے ،بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

آپ کی ولادت ۵۰۸ھ کو ہوئی ،اور ۷ اصفر ۵۸۹ھ ۱۱۹۲ء کو بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا۔

اما م محی الدین شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نیاز مندوں سے تھے لیکن اولاد سے محروم تھے بارگاہِ غوثیت مآب میں عرض کردی تو آپ نے فرمایا کہ اپنا کاندھا میرے کاندھے سے ملائے۔فرمایا کہ میرا ایک بیٹا میری پشت میں تھا وہ آپ کو دے دیا۔اس معنیٰ پر حضرت شیخ اکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔آپ بڑے ولی کامل اور امام المکاشفین مشہور ہیں دمشق میں مزار ہے۔فقیر بارہا آپ کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

وصال

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک عبادت وطاعتِ الٰہی میں بسر ہوئی۔بغداد شریف میں ۸ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ۱۱۶۵ء شب ہفتہ میں وصال ہوا اور رات کو ہی مدفون ہوئے۔ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ رات کو مدفون ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اژدہام کثیر تھا۔یہاں تک کہ بغداد کی گلیاں ،کوچے ،بازار اور گھروں میں آدمی ہی آدمی تھے۔تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی مجبوراً رات کو ہی دفن کرنا پڑا۔ابن النجار نے فرمایا کہ آپ کی تجہیز وتکفین سے رات کو فراغت ہوئی اور آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی اولاد ،تلامذہ ،مریدین ،خلفاء اور بیشمار مخلوق نے جنازہ میں شرکت کی۔آپ کے مدرسہ میں ہی آپ کو دفنایا گیا اور رات کو ہی دروازہ بند کردیا گیا۔دن چڑھے دروازہ کھولا تو بیشمار خلقِ خدا ٹوٹ پڑی اور سارا دن عوام مزار کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔

آپ کی وفات شریف مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی اومر اللہ بن المستظہر باللہ العباسی کے دورِ حکومت میں ہوئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ'

مصنف نے ۸ ربیع الآخر وفات لکھی ہے حالانکہ دوسری اکثر کتب میں ۱۱ ربیع الآخر مشہور ہے۔

۵۶۱ھ ۱۱۵۵ء کو آپ بیمار ہوگئے ۔ علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ والاشان حضرت سیدی شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا حضور والا! مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمایئے جس پر آپ کے انتقال کے بعد عمل کروں ۔تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"علیک بتقوی اللّٰہ وطاعتہ ولا تخف احدا التوحید التوحید واجماع الکل علی التوحید"

اے برخوردار! اللہ کے تقویٰ کو اپنے پر لازم کرو۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو، توحید کو لازم پکڑو، کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہوجائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔

بعدازیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ہوں ۔ نیز فرمایا بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ان کے لئے جگہ فراخ کردو۔ اوران کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے۔ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو۔ باربار آپ یہ الفاظ فرماتے تھے۔

شیخ ابوالقاسم ولف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں بیمار ہوگئے ۔ جب دوشنبہ کو انتیس تاریخ ہوئی۔اور ہم بھی آپ کے پاس تھے اور اُس دن شیخ علی بن ابی نصر الہیتی ، شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی ، شیخ ابوالحسن جوسقی اور قاضی ابویعلےٰ محمد بن محمد بن عبدالبراء بھی حاضرِ خدمت تھے۔ایک شخص صاحبِ وقار آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔

"اے اللہ کے ولی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ ، میں ماہ رمضان ہوں ۔آپ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں، جو آپ پر مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔"

اس کی تصدیق آپ کے قصیدہ غوثیہ شریف کے اس شعر سے ہوتی ہے ؎

مافیھا شھور ولا دھور☆ لاتمر ولا تنقفی الااتالی

کوئی مہینہ اور زمانہ نہیں گذرتا کہ وہ میرے پاس نہ آئے۔

تاریخ وفات

حضرت کی تاریخ وفات تو مختلف شعراء نے قلم بند کی ہے مگر خوفِ طوالت سے ایک دو پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعر یوں لکھتا ہے۔

سلطانِ عصر شاہِ زماں قطبِ اولیاء ☆ کامد وفات روز قیامت علامتے

تاریخ سال وقت وفائش چوخواستم ☆ گفتاسروش غیب وَفائش قیامتے

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے، ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت، تاریخ وفات اور مقدار عمر کمالِ فصاحت سے قلم بند کر دی ہے وھوہٰذا

ان باز اللہ سلطان الرجال ☆ جاء فی عشق ومات فی کمال

ترجمہ

بیشک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور اُس نے کمال میں وفات پائی۔

اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو ستر ہیں، جو آپ کی تاریخ ولادت ہے، اور کلمہ کمال کے عدد اکانوے ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمہٗ عشق کو کلمہٗ کمال کے ساتھ ملانے سے پانچ سو اکسٹھ اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ رفاعی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی

شیخ محمد بن یحییٰ القادر نے اپنی کتاب ''قلائد الجواہر'' میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ام عبیدہ (نام مقام) گیا اور حضرت غوث زماں شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چند روز مقیم رہا۔ ایک دن مجھے شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کیجئے۔ میں نے چند مناقب عرض کئے۔ ہماری گفتگو کے دوران ایک شخص آیا اور کہا کہ اس شیخ یعنی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا باقی کسی کے مناقب ہمارے سامنے بیان نہ کر۔ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کی طرف غضبناک ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے وہ تو دائیں جانب بحر شریعت اور بائیں جانب بحر حقیقت ہیں وہ جس طرف سے چاہیں چلو بھر لیں۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیدنا رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا کہ آپ ہمیشہ اپنے بھائی کی اولاد یعنی

ابراہیم اعزب کی اولاد اور دیگر برادران اور ان کی اولاد اور اپنے مریدوں کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وصیت کرتے رہتے تھے۔ایک دن ایک شخص آپ سے بغداد کے سفر کے لئے آپ سے رخصت ہورہا تھا۔تو آپ نے فرمایا جب تم بغداد میں جاؤ تو سب سے پہلے اگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ زندہ ہوں تو ان کی اگر فوت ہو چکے ہوں تو ان کی قبر انور کی زیارت کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا وعدہ ہے کہ جو شخص بغداد جائے اور آپ کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہو جائے گا،اگر چہ مرنے کے کچھ ہی پہلے سلب ہو جائے،اس کے بعد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا کہ بے نصیب ہے وہ جس نے آپ کی زیارت نہ کی۔

شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا خیال

شیخ محمد بن الخضر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ اُنہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں تھا کہ دفعتاً شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا دل میں خیال آیا تو آپ نے فرمایا "یا خضر ھاتری الشیخ احمد" اے خضر! لو شیخ احمد کی زیارت کر لو۔میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ذی وقار بزرگ نظر آئے۔میں نے اُٹھ کر اُن کو سلام عرض کیا اور ان سے مصافحہ کیا۔تو شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا:

"یاخضر من یری الشیخ عبدالقادر سیداولیاء اللہ تعالیٰ یتمنی رویۃ مثلی وھل انا الا من رعیتہ"

اے خضر! جو شخص شہنشاہ اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہو اُس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو۔اور میں بھی حضرت کی ہی رعیّت میں سے ہوں۔یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے بعد جب شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل وصورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف آپ کی آستین میں دیکھا تھا۔حاضر ہونے پر شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے ارشاد فرمایا:

"الم تکفک الاولی" کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی (قلائد الجواہر صفحہ ۲٦)

مومنا ینظر بنور اللہ شُدی
ازخطا وسھوا یمن آمدی!

ترجمہ

اے مومن نور الٰہی سے دیکھنے والی آنکھ پیدا کر پھر ہر خطا وسہو سے بے غم ہو جا۔

مزید امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا رسالہ ''طرد الافاعی'' کا مطالعہ فرمائیے۔

دیگر اولیاء کرام کی مدح سرائی

(۱) ابو الربیع سلیمانی مالقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر سردار زمانہ ہیں مقام غنا کے مرد کامل ہیں اور اس شعبہ کا آپ کو بہت بڑا علم حاصل ہے اور بڑے بلند قدر معانی کے حامل ہیں۔ (۲) ابو طاہر محمد بن الحسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ قرشی سے کہا کہ شیخ عبدالقادر سردارِ زمانہ ہیں انہوں نے فرمایا ہاں بلکہ آپ جملہ اولیاء سے اعلیٰ واکمل ہیں اور علماء میں آپ ورع وزاہد ہیں اور عارفین کے تو پیشوا اور ان سے اعلم واتم ہیں اور مشائخ میں امکن وقوی ہیں۔ (۳) شیخ ابو الحسن جوسقی نے فرمایا کہ میرے کان بہرے ہوں اور میری آنکھیں اندھی ہوں اگر میں نے سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا کوئی اور دیکھا ہو۔ مصنف نے اسی پر رسالہ ختم کیا، فقیر چند اضافے کرتا ہے تاکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ پیش ہو اور نظر کرم ہوگئی تو فقیر کا بیڑا پار ہے۔

ہمارے دور میں بعض بدبخت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان گھٹانے کی فکر میں ہیں اور خود کو کہلواتے بھی ہیں، نیاز مندان اولیاء۔ لیکن وہ اپنی بربادی ہی کر رہے ہیں ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے بھی یہ شعر خوب ہے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اضافہ اویسی غفرلہٗ

کلام الاولیاء فی مناقب غوث الوریٰ (رضی اللہ عنہم)

غوث اعظم درمیان اولیا ☆ چوں محمد درمیانِ انبیاء
گویم کمالِ توجہ غوث الثقلینا ☆ محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حُسینا

عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ

ایں بارگاہ حضرت غوث الثقلین است ☆ نقد کمر حیدر ونسل حسین است
مادرش حسینی نسب است وپدراو ☆ اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

حضور سلطان الهند خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رضی اللہ عنہ

یا غوثِ معظم نورِ ھدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا

سلطان دو عالم قطبُ العلیٰ حیراں زجلالتِ ارض وسما

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

من آمدم بہ پیشِ تو سلطانِ عاشقاں ☆ ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

بیکساں را کس اگر جوئی تو در دنیا و دیں ☆ ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں

حضرت سلطان باھو رضی اللہ عنہ

شفیع امت و سرور بود آں شاہِ جیلانی

تعالیٰ اللہ چہا قدرت خدائش کرو ارزانی

شیخ عبدالحق محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم دلیلِ راہِ یقیں ☆ بہ یقین رہبرِ اکابرِ دیں

شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

گر کسے واللہ بعالم از سے عرفانی است ☆ از طفیلِ شہِ عبدالقادر گیلانی است

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ اہل صفا غوث الثقلین ☆ دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

صاحب بھجۃ الاسرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

عبد له فوق المعالی رُتبة

وله المماجد والفخار الافخر

وله الحقائق والطرائق فی الهدیٰ

وله المعارف کالکواکب تزهر

ترجمہ

آپ اُن بندوں میں سے تھے، جن کا مرتبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے، محاسن اخلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے، حقیقت وطریقت کے آپ راہنما تھے اور آپ کے حقائق ومعارف ستاروں کی طرح روشن ہے۔

ان کے علاوہ اولیائے عرب وعجم معاصرین اور متقدمین ومتاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں بہت کچھ فرمایا۔ فقیر کا مجموعہ ''کلام الاکابر فی مناقب الشیخ عبدالقادر'' پڑھیے۔

آخری گذارش

جی تو چاہتا ہے کہ بہت کچھ لکھوں لیکن چونکہ یہ رسالہ ایک عربی اقطابِ اربعہ کے ایک جزو کا ترجمہ ہے اسی لئے اس کی ترجمانی کی حد تک اتنا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ناشر کو اللہ تعالیٰ دارین کی فلاح وبہبودی نصیب فرمائے اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقعہ بخشے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ ، ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ

☆☆☆☆☆☆☆